شمارہ 6 جلد 1

یادگارِ رضا

مذہبی، اخلاقی، معاشرتی، تمدنی، تاریخی ماہوار رسالہ

بسرپرستی:

حضرت حجۃ الاسلام جناب مولانا مولوی مفتی قاری حاجی

شاہ محمد حامد رضا خان صاحب دامت برکاتہم

باہتمام:

جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم رضا خان صاحب

مطبع اہلسنّت بریلی میں چھپا اور جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی سے شائع ہوا

یادگار رضا
مذہبی
اخلاقی
معاشرتی
تمدنی
تاریخی
بسرپرستی
حضرت حجۃ الاسلام جناب مولنٰنا مولوی مفتی قاری حاجی شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب دامت برکاتہم
مدیر - ابو المعانی محمد ابرار حسن صدیقی تلہری
نائب مدیر - ابو الفرح محمد علی قادری حامدی آنولوی
باہتمام
جناب مولنٰنا محمد ابراہیم رضا خاں صاحب
مطبع اہلسنت بریلی میں چھپا اور دفتر جماعت رضائے مصطفیٰ سے شائع ہوا

قواعد و ضوابط رسالہ

(۱) یادگار رضا کا آغاز سال ماہ ربیع الاول شریف سے ہوا کریگا۔

(۲) ہر قمری ماہ کے پہلے ہفتہ میں رسالہ دفتر جماعت رضائے مصطفٰے سے شائع ہوتا رہیگا۔

(۳) جو اصحاب وسط سال میں خریدار ہونگے اگر انکی خریداری نصف سال سے قبل ہوگی تو انکو شروع سال سے خریدار سمجھا جائیگا اور پہلے ماہ کے رسائل اونکو روانہ کردیے جائینگے اور اگر نصف سال کے بعد خریدار ہونگے تو انھیں اختیار ہوگا کہ وہ شروع سال سے خریدار بنے یا سال کی پچھلی ششماہی سے۔

(۴) عام چندہ سالانہ ۳ اور ششماہی ۱۲/ ممبران جماعت مبارکہ سے سالانہ عہ اور ششماہی عہ لیا جائیگا۔

(۵) قیمت فی پرچہ ۵ علاوہ محصول ڈاک ہوگی۔

(۶) قیمت سالانہ یا ششماہی پیشگی لیجائیگی غیر ممالک سے صرف اسقدر زائد لیا جائیگا جتنا وہاں کا محصول ہندوستان سے زائد ہے۔

(۷) بجز ان اصحاب کے جو پیشگی قیمت ادا کر چکے ہیں جملہ حضرات کو پہلا پرچہ بذریعہ وی پی بھیجا جائیگا اور فیس منی آڈر رجسٹری کا اضافہ کرکے ۓ کا وی-پی ہوگا۔

(۸) رسالہ کسی صاحب کی خدمت میں بلا طلب وی پی روانہ نہیں کیا جاسکے گا۔

(۹) چندہ کی میعاد ختم ہوجانے پر اگر خریدار کیطرف سے کوئی انکاری اطلاع موصول نہوئی تو اونکو رسالہ وی پی کیا جائیگا۔ جسکا وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔

(۱۰) ہر مضمون بعد انتخاب درج رسالہ ہو سکے گا۔

(۱۱) ہر مضمون میں مدیر کو ترمیم و تنسیخ کا اختیار رہیگا۔

(۱۲) اگر کسی صاحب کے پاس ماہ رواں کا رسالہ نہ پہونچے تو انکو چاہئے کہ پندرہ تاریخ تک اس کی اطلاع دفتر میں کردیں رسالہ حاضر کردیا جائیگا اور اگر پندرہ تاریخ کے بعد اطلاع دی گئی تو رسالہ بلا قیمت روانہ نہیں کیا جائیگا۔

اجرت اشتہارات

تعداد طبع	ایک صفحہ	نصف صفحہ	⅓ صفحہ
۱۲ مرتبہ	صعہ	للوعہ	لعہ ر
۶ مرتبہ	للوعہ	لعہ ر	معہ ر
۳ مرتبہ	لعہ ر	معہ ر	للعہ ر
۱ مرتبہ	سے ر	عگہ ر	عہ ر

اغراض و مقاصد رسالہ

اسلام کی حمایت۔ مذہب اہلسنت کی نصرت۔ مخالفین کے جواب۔ مسلمانوں کی مذہبی اخلاقی معاشرتی اصلاح

خصوصیات

۱ مضامین معتمدین علمائے اہلسنت اور بہترین اہل قلم کے درج کیے جائینگے

۲ زبان کی حسن و لطافت کا خاص لحاظ رہے گا

۳ ہر مسئلہ میں سنجیدگی و متانت سے محققانہ بحثیں ہونگی۔

۴ مبالغہ و افراط و تفریط سے اجتناب لازم ہوگا۔

استمدادِ قیس

ناصرِ سنت ماحی بدعت جناب ہدایت یار خاں صاحب قیسؔ رضوی نوری بریلوی

(صدر جماعت رضائے مصطفےٰ)

غوثِ اعظم دستگیرِ بیکساں دستم بگیر
من ز پا افتادہ در بندِ الم ہستم اسیر

چشمِ لطفت بر گدایاں دامَ اللہُ جمعاً دائم است
یک نظر بر حالِ ما ہم حضرتِ پیرانِ پیر

اے عطا پاش و خطا پوشِ تہیدستم اثیم
دُلَّنِیْ خَیْرَ الدَّلِیْلِ وَاَعْطِنِیْ مَافِی الضَّمِیْر

معصیت کوش و خطا کار و سیہ رویم مگر
اے زہے طالع کہ ہستم بندۂ پیرانِ پیر

بندۂ بیچارہ ام یا عبد قادر الغیاث
جَدِّ تو سلطانِ کونین ست ہستی تو وزیر

یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْن بہرِ حق امداد کُن
غوثِ اعظم قطبِ عالم محیِ دیں پیرانِ پیر

جلوہ ات صَلِّ عَلیٰ روحِ حسن جانِ حسین
نور افشاں ذرّیاتت صورتِ بدرِ منیر

تحتِ حکمت عالم بالا ست اے سلطانِ دیں
در جہاں امرِ تو نافذ اے امیر ابنِ امیر

نیست ممکن مثلِ تو صورت بہ بندد در خیال
ذاتِ والا بیت با اقلیم ولایت بے نظیر

بر درِ والائے تو شاہانِ عالم سائل اند
شاہِ جیلاں قطبِ دوراں زینتِ تاج و سریر

ننگ می آید کہ پیشِ کس کنم دامن دراز
ابنِ قاسم سیر کن دل از عطا ہائے کثیر

وادیِ پُرخار پیش و من غریب و خستہ پا
از کرم اے خضر رہ یا غوثِ اعظم دستگیر

مشکلے کاں پیش آید در دمے آساں شود
دامنت آید بدستم گر بروزِ دار و گیر

سیدِ تو جید و مستغنے عبد القادر ست
غم مخور قیسِ حزیں مسکیں گدا بیکس فقیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝

یادگار رضا

چندہ سالانہ ۳ روپے قیمت فی رسالہ ۵؍	بابت ماہ شعبان الخیر ۱۳۴۵ھ	جلد (۱) نمبر (۶)

شب برات

شب برات نہایت خیر و برکت شوکت و عظمت والی رات ہے اللہ رب العزت
جل و علا تبارک و تعالیٰ اپنے کلام معجز نظام میں ارشاد فرماتا ہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ ۝ حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝
فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝ یعنی قسم ہے
اس روشن کتاب کی بیشک ہم نے اوسے اتارا برکت والی رات میں۔ بیشک ہم ڈر
سنانیوالے ہیں (اوس رات) میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام ہمارے پاس کے حکم سے
بیشک ہم بھیجنے والے ہیں۔ یعنی جملہ احکام ارزاق و آجال و حوادث وغیرہا تمام سال کے
اس شب مبارک میں تقسیم کیے جاتے ہیں۔ اور ہر کام کے ملٰئکہ علیہم الصلاۃ والثنا کو اونکی

تعیین پر متعین و مقرر کیا جاتا ہی جیسا کہ کتب تفاسیر میں مسطور و مشہور ہے۔
اگرچہ اسمیں ائمہ کرام و علمائے اعلام و مفسرین عظام کا اختلاف ہی کہ (لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ)
سے مراد شب قدر ہی یا شب برات تھا۔ اکثر ارباب تفاسیر اسطرف گئے ہیں کہ اس سے مراد لیلۃ القدر
یعنی شب قدر ہی اور نزول کلام الٰہی بھی اسی شب مبارک میں ساتویں آسمان یعنی لوح محفوظ
سے آسمان دنیا پر جملۃً واحدۃً ہوا (انشاء اللہ العزیز رمضان شریف کے رسالہ میں اس کو
بسط کے ساتھ بیان کیا جائیگا) بعض اسطرف گئے کہ اس سے مراد شب برات ہی اور قرآن
مجید فرقان حمید اسی شب میں نازل ہوا۔ اور جملہ احکام خیر و شر ارزاق و آجال وغیرہا جو اس
سال میں ہونیوالے ہیں اون سبکو حق سبحانہ و اعظم شانہٗ نازل فرما دیتا ہی۔
حدیث شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی۔

عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ھل تدرین ما فی ھذہ اللیلۃ یعنی لیلۃ النصف من شعبان قالت ما فیہا یا رسول اللہ فقال فیہا ان یکتب کل مولود بنی ادم فی ھذہ السنۃ وفیہا ان یکتب کل ھالک من بنی ادم فی ھذہ السنۃ وفیہا ترفع اعمالھم وفیہا تنزل ارزاقھم فقالت یا رسول اللہ ما من احد یدخل الجنۃ الا برحمۃ اللہ تعالیٰ ثلثا قلت ولا انت یا رسول اللہ فوضع یدہ علے ھامتہ فقال ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ منہ

خلاصہ مطلب یہ حضور آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کیا تم جانتی ہو کہ اس شب میں کیا ہوتا ہے اونھوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہوتا ہی فرمایا اس شب میں اس سال کا ہر پیدا ہونیوالا اور ہر مرنیوالا آدمی لکھا جاتا ہی۔ اور بنی آدم کے عمل (انکے رب کیطرف) اوٹھائے جاتے ہیں۔ اور اونکے رزق اوتارے جاتے ہیں۔ پھر عرض کی یا رسول اللہ جنت میں کوئی داخل نہوگا مگر خدا کی رحمت سے فرمایا کوئی داخل نہوگا جنت میں مگر خدا کی رحمت سے حضور نے یہ کلمہ تین مرتبہ فرمایا پھر عرض کی اور نہ آپ یا رسول اللہ حضور نے اپنا دست اقدس سر مبارک

برحمته يغفر لها ثلث مرات (رواه البيهقي في الدعوات الكبير)

پر رکھکر فرمایا نہیں مگر یہ کہ مجھکو اللہ تعالی اپنی رحمت میں ڈھانپ لے۔

یہ وہ مبارک رات ہے کہ جس میں اللہ تبارک وتعالی اپنی رحمت ومغفرت کیساتھ آسمان دنیا کیطرف نزول اجلال فرماتا ہے خوشا نصیب وہ حضرات کہ جو اس شب مبارک کو پائیں اور عبادتِ الٰہی کریں ترمذی و ابن ماجہ میں بروایت حضرت صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالی عنہا وارد۔

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان الله تبارك وتعالى ينزل ليلة النصف من شعبان الى سماء الدنيا فيغفر لاكثر من عدد شعر غنم بني كلب (كذا في تفسير الخازن)

یعنی حضور نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالی شعبان کی نصف شب کو آسمان دنیا کیطرف اپنی رحمت وکرم کے ساتھ نزول فرماتا ہے پس قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ شمار کے گناہ بخشتا ہے۔

وقال صلى الله تعالى عليه وسلم ان الله يرحم امتي في هذه الليلة بعدد شعر اغنام بني كلب (كذا في الكل)

دوسری روایت میں حضور ارشاد فرماتے ہیں کہ تحقیق اللہ تعالی رحم فرماتا ہے میری اُمت پر اس رات قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں برابر

حضرت علی مرتضی شیر خدا کرم اللہ تعالی وجہہ الاسنی سے مروی ہے۔

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا يومها فان الله تعالى ينزل فيها لغروب الشمس الى السماء الدنيا فيقول الا من مستغفر فاغفر له الا مبتلى فاعافيه الا من

یعنی جب شب برات ہو تو اس رات قیام کرو یعنی نماز پڑھو اور اوس دن روزہ رکھو کیونکہ اللہ تعالی اس شب غروب آفتاب کے وقت سے آسمان دنیا کی طرف نزول اجلال فرماتا ہے۔ اور فرماتا ہے کیا ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ میں اوسکی مغفرت کروں۔ کیا ہے کوئی گرفتار بلا کہ میں اوسے عافیت عطا کروں

مستنر زق فارزقہ الا کذا الا کذا حتے یطلع الفجر۔ (کذافی المجمل)	کیا ہے کوئی روزی مانگنے والا کہ میں اسے روزی دوں کیا ہے کوئی ایسا اور ایسا اسی قسم کی ندائیں طلوع فجر تک ہوتی رہتی ہیں۔

ان احادیث پر نظر کرنے سے اس شب مبارک کی عظمت و بزرگی معلوم ہوئی پس مسلمانوں کو چاہیے کہ اس رات اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور سچے دل کے ساتھ اللہ جل و علا سے مغفرت چاہیں۔ بغض و عداوت بینہ وحسد اپنے دل سے دور کریں آپس میں ایک دوسرے سے ملکر دنیوی رنجشوں اور کدورتوں کو میٹ دیں حدیث میں بروایت حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی فتغفر لجمیع خلقہ الا لمشرك او مشاحن یعنی اللہ رب العزت تمام مخلوق کی مغفرت فرماتا ہے سوائے مشرک اور کینہ ورکے۔ پس اس رات جہاں تک ہوسکے عبادت الٰہی کریں۔ اپنے مطلب کیلیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں۔ پندرھویں شعبان رکو روزہ رکھیں۔ نیکیاں جہاںتک ہوسکیں زیادہ کریں۔ قبرستان جائیں مردوں کو ثواب پہونچائیں حدیث میں وارد ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس شب بقیع (قبرستان) تشریف لے جاتے تھے۔ تو ایسے برکت والے وقت کو لہو ولعب وناجائز کاموں میں صرف کرنا انتہا درجہ کی نادانی محرومی وبے نصیبی ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ حرکات شنیعہ وقبیحہ (مثل آتشبازی وغیرہ کے) ان سب سے توبہ کریں۔ اور طاعت الٰہی میں مصروف رہیں۔ وصلے اللہ تعالیٰ علے خیر خلقہ ونور عرشہ سیدنا ومولٰنا محمد والہ وصحبہ وحزبہ وابنہ اجمعین۔ امین۔

(خاکسار نائب مدیر غزل)

شرح مثنوی مولنا رومی علیہ الرحمۃ

رخ بسابق

از بدر الطریقہ حضرت مولنا مولوی شاہ عبد العزیز خانصاحب مدرس دار العلوم منظر اسلام بریلی

ﷺ ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش ۔۔۔ باز جوید روزگار وصل خویش

کسے میں یائے موصول کو در اصل کہ او کاف صلہ او ضمیر راجع بسوے موصول دور ماندن جدا ہونا۔ باز جستن تلاش کرنا۔ معنی۔ ہر شخص کا قاعدہ ہے کہ جب اپنی اصل سے جدا ہوتا ہے تو اوس زمانہ وصال کا تلاشی ہوتا ہے۔ یہ مقولہ مولانا قدس سرہ العزیز کا ہے اسمیں نئے کی یعنی انسان کامل کی حکایت وشکایت کا سبب بیان فرماتے ہیں کہ اپنی اصل یعنی بیرنگی سے رنگ وامتیاز کے ساتھ متلبس ہوکر جدا ہوگیا ہے اور بمقتضائے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ اس وصل ودوری کی اوسکو معرفت حاصل ہے اس سبب سے مع اپنے جمیع اجزا کے کہ اسماء واعیان ہیں نالاں وجویائے وصل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

من بہر جمعیتے نالاں شدم ۔۔۔ جفت خوشحالاں وبدحالاں شدم

جمعیت سے مراد جمعیت اسمائیہ وروحیہ ومثالیہ۔ خوشحالاں اسمائے جمالیہ وبدحالاں اسمائے جلالیہ باعتبار مظاہر اس لیے کہ اسمائے جمالیہ کے ظہور آثار سے مظاہر کو خوشحالی وانبساط اور اسمائے جلالیہ کے آثار ظاہر ہونے سے بدحالی رونما ہوتی ہے۔ ورنہ اسمائے الٰہی کل حسنیٰ ومبارک ہیں۔ جفت شدن مراد۔ جامعیت اور مظاہر کی حقیقت کا مشاہدہ کرنا۔ فرماتے ہیں کہ مینے ہر جمعیت سے کہ میرے اندر ہے نالہ کیا۔ اور تمام خوشحالوں اور بدحالوں کا مشاہدہ کیا یعنی اسمائے جمالیہ وجلالیہ کے مظاہر کو مشاہدہ کیا اور اسرار ومعارف دریافت کیے۔ ف چونکہ انسان کامل جامع حقائق اسماء موجودات ہے۔ اس لیے اوسکا نالہ ہر جمعیت کا نالہ ہوا۔

ہر کسے از ظن خود شد یار من ۔۔۔ از درون من نجست اسرار من

ہر کسے یعنی ہر کسیکہ او۔ اسرار جمع۔ سر بالکسر راز۔ اب اون طالبان اسرار کا حال بیان فرماتے

ہیں جو حضرت مولانا قدس سرہٗ کے شرف صحبت میں باریاب ہوئے یعنی جو شخص کہ بسبب حسن ظن سے ہمارا یار و مصاحب ہوا اوسنے اپنے حوصلہ و استعداد کے موافق ہمارا حال سمجھا۔ لیکن ہمارے اسرار قلبیہ اور رموز باطنیہ کو کہ کمال تصفیہ و تزکیہ پر اون کا انکشاف موقوف ہو۔ دریافت نکر سکا۔ انسان کامل کے اسرار و معارف کو ناقص و غیر کامل ادراک نکرنے میں کیا استبعاد رکھتا ہے بہت سے امور ذوقیہ میں باوجود مساوات یہی حال ہو۔ الم جوع کو وہی ادراک کرتا ہی جسکو بھوک لگی ہو ورنہ جہان بھر کی عقل رکھتا ہو تو کیا اوسکے ادراک سے قاصر ہے۔

سرِ من از نالۂ من دور نیست　　　　لیک چشم و گوش را آں نور نیست

یعنی میرا راز میرے نالہ سے جدا نہیں جو شخص میرے آہ و نالہ کو سُنے وہ میری حقیقت یا درد سے غافل نہیں ہو سکتا۔ مگر چونکہ وہ ایک امر قلبی ہو اوس کے ادراک کی قابلیت ان حواس ظاہری یا عقل معاش کو نہیں ہی مصراع ثانی میں چشم و گوش حواس خمسہ ظاہرہ میں دو کو بیان کیا مقصود کل حواس ظاہری ہیں نور سے مراد یہی قابلیت ادراک ہے

تن ز جاں و جاں ز تن مستور نیست　　　　لیک کس را دید جاں دستور نیست

مستور پوشیدہ۔ دید مضاف جان مضاف الیہ۔ دستور قاعدہ و طریقہ یہ مضمون بالا کی مثال ہے یعنی جیسے جسم و روح میں کمال قرب ہو اور باوجود اس اتصال و معیت کے روح کو دیکھنا خلاف عادت ہی۔ ایسے ہی ہمارے آہ و نالے کی حقیقت کہ سر قلبی ہے حواس ظاہری سے مدرک نہیں ہو سکتی خلاصہ یہ کہ کسی شے کے قریب و نزدیک ہونے سے اوسکا ادراک ہو جانا ضروری نہیں جبتک کہ قوت مدرکہ میں اس کے ادراک کی قابلیت ہی نہو۔

آتش ست ایں بانگ نائی نیست باد　　　　ہر کہ ایں آتش ندارد نیست باد

نائی نَے بجانیوالا۔ باد ہوا مصرع اول میں باد مصرع ثانی میں فعل دعائیہ۔ جب کہ انسان کامل کو بوجوہات مذکورہ بالا نَے سے تشبیہ دیگئی تو اوسکے اعمال و اقوال سب کے سب افعال و اقوال حق سبحانہ تعالیٰ ہوئے جیساکہ قرب فرائض میں عند الصوفیہ مقرر ہے کہ حق سبحانہ مدرک

وفاعل اور عبد بمنزلہ آلہ ہوتا ہے۔ کما قال ہذا العارف فی ہذا الکتاب ع گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ہ گرچہ
از حلقوم عبد اللہ بود + پس فرماتے ہیں کہ یہ بانگ انسان کامل کی کہ حقیقت میں آواز حق سبحانہ
تعالیٰ کی ہے۔ آتش ہے کہ سننے والوں کو اپنی تاثیر سے سوختہ افروختہ کر دیتی ہے چنانچہ ظاہر ہے
کہ اہل اللہ کی صحبت سے دوسروں میں بھی اشتعال ودرد طلب پیدا ہو جاتا ہے بخلاف باد کے سردی و
جمود پیدا نہیں کرتی۔ اگلے مصرع میں اس آتشِ عشق کا دولت عظمیٰ ہونا بیان فرماتے ہیں اور
بمقتضائے صفتِ رحمت کہ حضرات اولیاء کرامِ متعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتہم وانوارہم واسرارہم
مظاہر رحمتِ الٰہیہ ہوتے ہیں بندگان خدائے عزوجل کے ہمہ تن خیرخواہ اور انعاماتِ خداوندی کی
طرف بلانے والے ہیں دعا دیتے ہیں کہ جسکو یہ آتش طلب میسر نہو اُسکو میسر ہوجائے اور اوسکی
تاثیر سے اُسکو بیخودی وفنا نصیب ہو۔

مصرع ثانی کے معنی بددعا کے طور پر بھی محتمل ہیں یعنی جو کوئی اس آتشِ عشق وطلب کو نرکھے وہ
نیست ونابود ہو جائے اس لیے کہ وہ زندگی کیا جسمیں دردِ طلب نہو ایسے جینے سے تو مرنا
بہتر ہے کما قیل شعر سُنے خالی ز درد عشق دل نیست + تن بے درد دل جز آب وگل نیست +

فتویٰ

از حجۃ الاسلام حضرت اقدس زیب سجادۂ عالیہ قدسیہ رضویہ دامت برکاتہم العالیہ

مسئلہ مسئولہ داود حسین صاحب موضع ٹانگا چاند پور پرگنہ نواب گنج ضلع بریلی
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اس موضع ٹانگا چاند پور پرگنہ نواب گنج میں دو
مسجدیں پختہ اور ایک عیدگاہ پختہ موجود ہیں اور عرصہ چالیس سال سے نماز جمعہ بڑی مسجد میں
اور عیدین عیدگاہ میں ہوتی ہے اور پنجگانہ بھی ہوتا چلا آیا ہے اور عیدگاہ آٹھ سال سے طیار
ہوئی ہے اور رمضان شریف میں تراویح اور قرآن شریف ہوتا ہے اب بعض شخص کہتے ہیں کہ

شرائط نماز جمعہ وعیدین یہاں موجود نہیں ہیں بموجب مذہب حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نماز جمعہ یہاں جائز نہیں اور نماز ظہر بھی فوت ہوتی ہے لہذا جمعہ وعیدین متروک ہونا چاہیے چونکہ اس بستی میں مسلمان بکثرت آباد ہیں اور عیدین میں مجمع کثیر مسلمانوں کا بیرون جات سے یہاں آکر جمع ہوتا ہے اور شوکت اسلام کی ایک صورت ہے پس اس صورت میں جمعہ وعیدین ترک کیا جائے یا بدستور سابق قائم رکھا جائے لیکن نماز جمعہ سے یہ فائدہ ہے کہ بہت شخص نماز پنجگانہ کے پابند نہیں ہیں مگر بضرورت جمعہ آٹھویں روز نماز ادا کرتے ہیں بحالت دیگر یہ لوگ تارک الصلوۃ رہیں گے اگرچہ یہاں بازار اور تھانہ نہیں ہے لیکن پانچ چھ دکانیں ضروری اشیا کی موجود ہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

جمعہ وعیدین کے لیے شہر یا متعلقات مثلاً کیمپ اسٹیشن کچہری چاندماری پریٹ گھوڑ دوڑ کا میدان ہونا شرط ہے دیہات میں جمعہ وعیدین نہ فرض نہ اوس کی ادا جائز وصحیح بلکہ پڑھنے والے متعدد گناہوں کے مرتکب ہونگے یہی ہے ظاہر الروایۃ اور ہمارا مذہب حنفی کو مذہب سے عدول ناجائز واتباع قول مصحح وارجح واجب ہے رد المحتار میں ہے ولا یجوز العدول عنہ لانہ ھو المذھب وعلینا اتباع ما صححوہ وما رجحوہ مگر علما فرماتے ہیں کہ من لم یعرف اھل زمانہ فھو جاھل آجکل عوام وجہال کا حال اور احکام الٰہیہ میں سستی وتوانائی بحد کمال دیکھکر حضور اعلحضرت قبلہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنا دستور فرمایا ہے کما صرح بہ فی فتاواہ المبارکۃ کہ خود نہ دیہات میں جمعہ وعیدین کا حکم دیں نہ آپ اونھیں پڑھنے سے روکیں نہ روکنے میں کوشش پسند فرمائیں مشاہدہ ہے کہ عوام کو جہاں اس سے روکا وہ فرائض بھی چھوڑ بیٹھتے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ جسطرح وہ خدا اور رسول کا نام لیتا چاہیں ایسیں سدراہ نہ ہونا چاہیے سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الاسنیٰ نے ایک شخص کو بعد نماز عید نفل پڑھتے دیکھا حالانکہ بعد عید نفل ناجائز ومکروہ ہیں کسی نے عرض کی کہ یا امیر المومنین آپ منع نہیں فرماتے فرمایا کہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ میں مصداق اس آیت کا نہ ہو جاؤں۔ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی ۝ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ۝

کیا تو نے اوسے دیکھا جو بندہ کو نماز سے منع کرتا ہے ذکرہ فی الدر المختار آفتاب نکلتے وقت نماز ناجائز ہی مگر علما فرماتے ہیں کہ عوام پڑھتے ہوں تو اونھیں منع نکیا جائے کیونکہ وہ چھوڑ بیٹھیں گے کہ ایک قول پر ادا کر لینا بالکل چھوڑ دینے سے بہتر ہے درمختار میں ہی وکرہ تحریما صلٰوۃ مطلقا مع شروق الا العوام فلا یمنعون من فعلہا لانہم یترکونہا والاداء الجائز عند البعض اولی من الترك کما فی القنیۃ وغیرہا واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

نصف النہار

ملک العلما حضرت مولٰنا مولوی ظفر الدین صاحب فاضل بہاری دام مجدہم

دوائرہ عشرہ مشہورہ فن ہیات سے ساتواں دائرہ ہی جب اسپر آفتاب آتا ہی تو غایت ارتفاع کو پہونچتا ہے یہ دائرہ عرض تسعین (قطب شمالی) کے سوا بقیہ آفاق میں فلک کے نصف شرقی وغربی کے درمیان واسطہ ہوتا ہے یعنی آسمان کو دو ٹکڑے کر دیتا ہی ایک شرقی دوسرا غربی۔ اور قطبین معدل النہار نقطہ شمال وجنوب وقطبین افق سمت الراس والقدم پر ہو کر گزرتا ہی جو خط مستقیم کہ نقطہ شمال وجنوب کے درمیان واقع ہو اسے خط زوال کہتے ہیں اس لیے کہ اسی خط پر پہونچکر آفتاب غایت ارتفاع سے ڈھلتا ہے اسکو نصف النہار بھی کہتے ہیں کہ جب آفتاب اوسپر پہونچتا ہے دن دو برابر حصوں میں منقسم ہوجاتا ہی اسی دائرہ کی سب سے چھوٹی قوس جو معدل النہار اور قطب افق کے درمیان یا دائرہ افق وقطب معدل کے درمیان واقع ہے عرض البلد کہلاتی ہی یہی قوس طول البلد کے ساتھ مواقع بلد کے تعیین میں کام آتی ہے دائرہ نصف النہار سے ظہر کی ابتدا معلوم ہوتی ہے جب آفتاب اس دائرہ پر پہونچتا ہی اسکے متصل ہی ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے دھوپ گھڑی میں بھی وقت ۱۲ بجنے کا ہوتا ہے اسی لیے عام طور پر مشہور ہی

کہ ظہر کا وقت ٹھیک ۱۲ بجے ہوتا ہے نہ قبل نہ بعد یہ دھوپ گھڑی سے ضرور صحیح ہی مگر ان مروجہ گھڑیوں کلاک اور جیبی سے ہرگز درست نہیں انمیں تعدیل الایام بڑھانے یا گھٹانے کی ضرورت ہوتی ہے اور سالتمام میں صرف چار دن ۱۵ اپریل ۱۵ جون یکم ستمبر ۲۵ دسمبر ہی ایسے ہیں جن میں تعدیل منتفی ہوتی ہے اور دھوپ گھڑی اور مروجہ گھڑیوں کا ایک وقت ہوتا ہے اور بقیہ دنوں میں کبھی کچھ منٹ سکنڈ بڑھانے کی ضرورت ہوتی ہے اور کبھی گھٹانیکی حاجت پڑتی ہے اسی وجہ سے کبھی ظہر کا وقت ۱۲ بجے کے قبل ہوگا اور کبھی بعد تعدیل الایام کی جدول مفصل آتی ہے جس سے معلوم ہوگا کہ کس مہینہ کس تاریخ میں کتنے منٹ سکنڈ بڑھائے جائیں گے اور کس تاریخ میں کتنے گھٹائے جائیں گے یہ چار دن بھی برابری کے اوسوقت ہیں جب وقت بلدی لیا جائے جسکو لوکل ٹائم کہتے ہیں ورنہ ریلوے وقت سے ایک اور پردہ پڑیگا اور نیا تفرقہ پیدا ہوگا ریلوے وقت ہی کا یہ اثر ہی کہ مونگیر سے پورب جسقدر آبادی ہے اونمیں کبھی نام کے واسطے ایک دن بھی ۱۲ بجے نصف النہار نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ ۱۲ کے قبل ہوا کرتا ہے اور علیگڈھ سے جتنے دیار و امصار ہیں اون سب جگہ ہمیشہ ۱۲ کے بعد نصف النہار ہوا کرتا ہے سالتمام میں ایک دن بھی ایسا نہیں کہ ۱۲ بجے بھی ہو قبل ہونا تو کجا اور ان دونوں شہروں کے درمیان جسقدر آبادیات ہیں انمیں کبھی قبل ہوتا ہے کبھی بعد کبھی ٹھیک ۱۲ بجے مگر ٹھیک ۱۲ بجے والے ہر جگہ وہی چاروں دن نہیں ہیں بلکہ ہر جگہ الگ الگ دن برابری کے ہیں بلکہ ہر جگہ چار دن بھی نہیں کہیں ایک کہیں دو کہیں تین ۔ جسکے وجوہ آئندہ بیانات سے معلوم ہوں گے۔ نصف النہار معلوم کرنیکے دو طریقے ہیں ایک عملی دوسرا علمی عملی طریقے متعدد ہیں مگر ان سب میں آسان دائرۂ ہندیہ کی ذریعہ اسکی شناخت ہے دائرۂ ہندیہ ہندوستانی ایجاد ہے اور عام طور پر مشہور و مقبولِ دیار و امصار ہی اسی مناسبت سے اسکا نام دائرۂ ہندیہ رکھا گیا ہی دائرۂ ہندیہ بنانیکا قاعدہ یہ ہے کہ پہلے کسی آلہ کے ذریعہ ایک فٹ مربع زمین کی سطح مستوی کرلیں کہ اگر کوئی لڑھکنے والی چیز رکھی جائے تو ایک جگہ رہجائے کسی طرف نہ گرے زمین برابر کرلینے کے بعد اوسپر ایک دائرہ کھینچیں اور

مرکز پر لوہے یا پیتل کا مخروطی شکل کا ایک عمود قائم کرکے چھوڑ دیں جب آفتاب طلوع ہوگا تو
اس کا سایہ بہت بڑا اور باہر دائرہ کے پچھم طرف پڑیگا پھر جیسے جیسے آفتاب بلند ہوتا جائیگا سایہ
گھٹتا ہوا اوتر طرف آئیگا یہانتک کہ دائرہ کے اندر آجائے تو جس نقطہ پر ہوکر سایہ اندر آئے اوسپر
ایک نشان بنالیں اوسکا نام مدخل الظل رکھیں اور ہم آسانی کے لیے اوسکو حرف د سے تعبیر
کرتے ہیں سایہ برابر چھوٹا ہوتا آئیگا یہانتک کہ بالکل چھوٹا ہوجائے اوسکے بعد بڑھنا شروع
ہوگا یہانتک کہ دائرہ سے باہر ہوجائیگا تو جس نقطہ سے باہر جائے اوسپر بھی نشان بنا دیں
اوسکا نام مخرج الظل ہے اور ہم آسانی کے لیے اوسکو حرف خ سے یاد کرینگے اس کے بعد
نقاط خ د کو ملا دیں اور اسکا نام خط خ د رکھیں پھر خ کو مرکز مانکر د کی دوری پر
ایک دائرہ کھینچیں اوسکے بعد د کو مرکز مانکر خ کی دوری پر دوسرا دائرہ کھینچیں جن دو
نقطوں پر دونوں دائرہ تقاطع کریں یعنی ایک دوسرے کو کاٹیں ان دونوں میں خط ملا دیں اس
سے اوس قوس وخط کی جو مدخل الظل ومخرج الظل کے درمیان ہے تنصیف ہوجائے گی
یہی خط نصف النہار ہے جب مقیاس کا سایہ اس خط پر ٹھیک منطبق ہو رہی وقت
نصف النہار کا ہے اوسی وقت آفتاب دائرہ نصف النہار پر آئے گا اوسی کے
متصل ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے اوسی خط پر زاویہ قائمہ بناتا ہوا دوسرا
خط کھینچیں اس کا نام خط مشرق ومغرب رکھیں اور اسی کو خط اعتدال
بھی کہتے ہیں اگرچہ یہ عمل ہر روز کرسکتے ہیں مگر بہتر ہے کہ جب آفتاب
احدالانقلابین میں ہو یعنی ۲۱ جون ۲۲ دسمبر کو اسوقت یہ عمل کیا جائے
کہ مدخل الظل ومخرج الظل کے وقت میل آفتاب کا متفاوت نہ ہوگا
اور اگر ایسے وقت عمل کا اتفاق ہو کہ آفتاب احدالاعتدالین میں ہو یعنی ۲۱-
مارچ ۲۳ ستمبر کو تو طلوع کے وقت جو خط کہ استقامت ظل پر نکالا جائے خط مشرق
ومغرب ہوگا اور اس خط پر زاویہ قائمہ بناتا ہوا جو خط عمود واقع ہو خط

نصف النہار ہوگا اطرح ہی ابتداء وقت ظہر معلوم کیا جاسکتا ہے دائرہ ہندیہ کی شکل یہ ہے۔
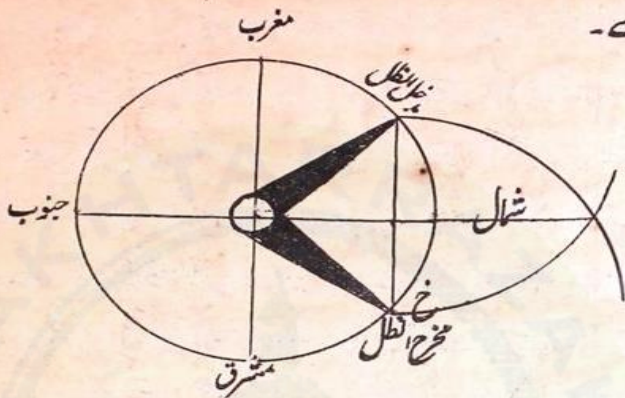
نصف النہار معلوم کرنیکا دوسرا طریقہ علمی حسابی ہے اسکا قاعدہ یہ ہے کہ جس مقام کا نصف النہار حقیقی کا وقت دریافت کرنا ہو مرصد یعنی گرینچ سے فصل طول کو ۴ میں ضرب کریں حاصل ضرب کے تمام کو الد پر تقسیم کریں حاصل قسمت کو ہ درجہ اعشاریہ کی تحویل کرکے ۹ تک اس کی تضاعیف لیں ان تضاعیف کو بلحاظ رفع و اسقاط ۴ درجہ اعشاریہ تک لیکر محفوظ رکھیں کہ ہمیشہ کے لیے اوس بلد کے نصف النہار معلوم کرنیکا مادہ ہوگا اب جس تاریخ کا نصف النہار معلوم کرنا چاہیں دو نصف النہار مرصدی لیں جن کے اندر یہ نصف النہار واقع ہے اون کی تفاضل کے ہر ہندسہ کے مقابل ان تضاعیف مرتبہ سے بقید ضرب یعنی ایک ایک مرتبہ چھوڑ کر اعداد اوٹھالیں اور جمع کرلیں اور بعد چھ مرتبہ کے ہمزہ رکھیں اگر اعشاریہ تضاعیف میں ۴ اور تعدیل میں ۲ مرتبہ تک لیا ہے اور حاصل جمع سے بلحاظ رفع و اسقاط دو مرتبہ اعشاریہ تک اوٹھاکر تعدیل نصف النہار متقدم پر بڑھائیں اگر تعدیل متزائد ہے ورنہ گھٹالیں یہ تعدیل بلدی اوس شہر کی اوس دن میں ہوگی اگر تعدیل الایام زائد ہے بارہ گھنٹے پر بڑھائیں ورنہ گھٹائیں یہ وقت وسطی بلدی اوس دن اوس شہر کے نصف النہار کا ہوگا اب اگر دوسرے شہر کے وقت کی طرف محول کرنا چاہیں اوس شہر کے فصل طول کو ۴ میں ضرب دینے سے جو حاصل ہوا ہے

اگر وہ بعینہ ۱۲ ل ۰ ہے تو یہ وقت بعینہ وقت رائج ہے اور اگر ۱۲ ل ۰ سے کم ہو تو قدر تفاضل کو ۱۲ گھنٹے پر بڑھا کر تعدیل الایام بڑھائیں یا گھٹائیں اور اگر ۱۲ ل ۰ سے زیادہ ہے تو ۱۲ گھنٹے سے اوتنا گھٹا کر عمل مذکور کریں یہ وقت محول ہوگا

فقہیات

رجوع بسابق

وضو کا بیان

مسئلہ مسح کرتے وقت جو عورتیں لبوں کو ہاتھ لگاتی یا ناک سے لیکر کھینچتیں ہیں یہ سب حماقت اور زنانے مسئلے ہیں۔

مسئلہ لب خوب زور سے بند کرکے وضو کیا اور کلی نہ کی وضو نہ ہوگا۔

مسئلہ انگوٹھی چھلے وغیرہا جائز ناجائز ہر قسم کے گہنے مرد و عورت سب کے لیے جب تنگ ہوں کہ بے اوتارے اونکے نیچے پانی نہ بہیگا اوتار کر دھونا فرض ہے ورنہ ہلا ہلا کر پانی ڈالنا کہ اون کے نیچے بہ جائے مطلقاً ضرور ہے (در مختار)

مسئلہ تانبے کے برتن سے وضو کرنا اوس میں کھانا پینا سب بلا کراہت جائز ہے وضو میں کچھ نقصان نہیں آتا ہاں قلعی کے بعد چاہیے بے قلعی برتن میں کھانا پینا مکروہ ہے کہ جسمانی ضرر کا باعث ہے اور مٹی کا برتن تانبے سے افضل ہے علمانے وضو کے آداب و مستحبات سے شمار فرمایا کہ مٹی کے برتن سے ہو۔

مسئلہ وضو کے لیے پانی لیکر بیٹھنا یاد ہے مگر وضو کرنا یاد نہیں تو یہ ہی قرار دین گے کہ وضو کر لیا۔

مسئلہ اولیاء کرام آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ وضو کے پانی کے ساتھ گناہ نکلتے ہیں۔

مسئلہ وضو کرنا یاد ہے اور ٹوٹنا یاد نہیں تو بھی اوسکا وضو شمار کیا جائے گا۔

مسئلہ کافر وضو کرکے یا نہا کر اسلام لایا اور اوس وضو یا غسل کے بعد حدث نہ ہوا تو اسی وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ وضو کیا لوٹے میں پانی بچ رہا وہ دوسرے وضو میں کام آسکتا ہے لوگ جو اسے پھینک دیتے ہیں یہ حرام ہے۔

مسئلہ وضو کے وقت ناف سے زانو کے نیچے تک بدن چھپا ہونا چاہیے بلکہ بلا ضرورت کسی وقت بھی نہ کھلے۔

مسئلہ مسواک ہوتے ہوئے انگلی سے مانجھنا کافی نہیں مگر عورتوں کو مسی کفایت کرتی ہے

مسئلہ وضو کرنے بیٹھا پھر کسی مانع کے سبب تمام نہ کر سکا تو جتنے افعال کیے ان پر ثواب پائیگا اگرچہ وضو نہ ہوا۔

مسئلہ جس نے بالقصد آدھا وضو کیا ثواب نہ پائیگا۔

مسئلہ طہارت میں ہر عضو پورا تین بار دھونا سنت مؤکدہ ہے ترک کی عادت سے گنہگار ہوگا۔

مسئلہ وضو کے مستحب بے نیت سے ادا نہ ہوگا۔

مسئلہ وضو میں ترک نیت کی عادت گناہ ہے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ)

زبان عربی کی خصوصیات

ابوالحسنات جناب مولانا مولوی حکیم سید محمد احمد صاحب الوری دامت برکاتہم

دیانندی آریہ کے عنوان سے حضرت استاذ العلما مولانا حکیم قاری حافظ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی مدظلہ العالی کے مضامین اکثر دیکھتا رہتا ہوں اس میں پنڈت دیانند سرسوتی کے ان لایعنی اعتراضات جو انہوں نے قرآن پاک پر کیے ہیں ظاہر کرتے ہوئے بدلائل عقلیہ مسکت و دنداں شکن ایسے جو نہایت متانت و ظرافت سے انکو دیے ہیں۔ جنکا مطالعہ کرنے کے بعد منحرف نہ ہوگا مگر وہ جس کی آنکھوں پر حسد و عناد کا جالا پڑا رہا ہو۔

اس امر کا ظاہر کرنا محض زائد معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مجیب مدظلہ کس پایہ کے شخص ہیں اس لیے کہ ہندوستان

میں کون ایسا رضوی ہوگا جو اعلحضرت امام اہل سنت مجدد مأتہ حاضرہ رضی اللہ عنہ سے واقف ہو کہ حضرت ممدوح سے اعزازشان کو نہ جانتا ہو۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔

مگر مجھے تعجب تو یہ ہے کہ پنڈت جی کو قرآن سمجھنے کا دعوی کیونکر ہوا۔ یہ وہ کلام سراپا نظام ہے کہ اسکا سمجھنا تو درکنار جس زبان میں یہ نازل ہوا اوسکی خصوصیات و ممیزات کے احصا میں بڑے بڑے فہیم وذکی فاضل فرزانہ علامہ یگانہ سرگرداں وحیران ہیں۔ پنڈت جی کی تو حقیقت کیا ہے بڑے بڑے غواص اس بحر ذخار کے انمول موتی تمام نکالنے سے مجبور ہوئے وہ تو بڑی چیز ہے جس زبان میں وہ نازل ہوا ہے اوس کے خصائص وممیزات کا احصا ایک عجالہ میں ناممکن ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے۔ چند خصوصیات ظاہر کرتا ہوں اور پھر غور کریں اور سمجھیں کہ ایسے ناپیدا کنار میدان میں خر لنگ کا سوار کگام فرسائی کسطرح کر سکتا ہے اور بصورت گرم جولانی منہ کے بل آنا بھی ہے یا نہیں۔

اولاً اس زبان کے صرفی نحوی خصوصیات ملاحظہ ہوں اس زبان کا ہر لفظ ذی مادہ ہے جو اکثر سہ حرفی ہوتا ہے اوس سے بیشمار مشتقات نکلتے ہیں۔ مثلاً۔ ق ب ل۔ ایک سہ حرفی مادہ ہے اسے دیکھیے اول تو باختلاف حرکات خود ہی کتنے معنی دے رہا ہے۔ قَبل بمعنی پیش۔ قَبلہ بالفتح نوعی از مہرہ قُبل بالضم آہنگ قُبلہ بالضم بوسہ قُبُل بالضم ضد و برِ قِبلہ بالکسر ہرچہ کہ پیش روی گیرند قَبَل بفتحتیں بلندی زمین کہ پیش نماید قَبُلہ چرخہ ریسماں قِبَل اول کسرہ بعدہ فتح بمعنی نزد قِبَل بمعنی عیاں اب حروف زائدہ کے ساتھ جو الفاظ پیدا ہو رہے ہیں وہ ملاحظہ ہوں قبیل قبول قبیلہ تسمہ کفش قبالہ قابل قابلہ بمعنی دایہ اقبال استقبال مقبول مقابلہ تقبیل تقابل اقتبال تقبل وغیرہ وغیرہ یہ تو ایک مادہ سے اسقدر الفاظ مشتق ہوئے پھر لفظی ترجمہ کی مدد سے اعتراضات کرنیکی جرأت سمجھ لیجیے کہ کہانتک قرین عقل ہے۔

دوسری خصوصیت عربی زبان اسم فعل ضمیر میں تذکیر وتانیث کا امتیاز خاص رکھتی ہے اگر مذکر کے لئے ضمیر مونث کہیں استعمال کر لیجائے عبارۃ ہی مہمل ہو جائے۔

تیسری خصوصیت تثنیہ کا صیغہ بالخصوص عربی زبان میں ہی ملسکتا ہے۔

چوتھی خصوصیت اسم کے آخری حرف پر تبادلہ حرکت سے مختلف معنی پیدا کر دینا عربی زبان کا ہی کام ہے۔

پانچویں خصوصیت جن مفہومات کا اظہار دیگر زبانوں میں مرکب الفاظ فقرات و جملات سے کیا جاتا ہے اون کے اظہار کے لیے عربی زبان مفرد الفاظ بتاتی ہے مفہوم خواہ کتنا ہی جزئی (فرعی) کیوں نہ ہو۔ مثلاً۔ انسان کا ہاتھ۔ اسکو بحیثیت مجموعی ید یا کف کہتے ہیں مگر ہاتھ کے ہر جزء کے لیے علیحدہ علیحدہ نام عربی زبان بتاتی ہے۔

یہی سبب ہے کہ اسے ام الالسنہ کہا گیا۔ ملاحظہ ہو۔

انگلی - اصبع - انگلیاں - اصابع - دو انگلی - اصبعین - پھر ہر انگلی کا علیحدہ علیحدہ نام ہے چھنگلی انگلی کو خنصر۔ اوسکے برابر والی کو بنصر۔ اوسکے برابر والیکو وسطےٰ۔ کلمہ کی اونگلی کو سبابہ انگوٹھے کو ابہام کہتے ہیں۔

انگلیون کے کناروں کو بنان۔ فاصلہ مابین ابہام و سبابہ کو وترہ۔ انگلیونکی خلا کو خلل انگوٹھے اور چھنگلی کے درمیانی فصل کو شبر۔ انگوٹھے اور کلمہ کی اونگلی کے تفاصل کو فتر سبابہ اور وسطےٰ کے درمیانی حصہ کو رطب وسطےٰ اور بنصر کے درمیان کو عتب بنصر و خنصر کے درمیانی بعد کو وضیم کہتے ہیں ناخونکو ظفر کہتے ہیں اور وہ زائد حصہ جو تراشا جاتا ہے اوسکو زنکیر اونگلیوں کے سر کو انمل کہتے ہیں۔ اونگلیوں کے جوڑوں کے درمیان جو ہڈی ہے اوسے سلام اوسکے جوڑ کو سنع ہتیلی کو راحت ہتیلی کے بطن کو قفیس ہاتھ کے خطوط کو اسرہ لحم کف کو بخص انگوٹھے کی مچھلی کو الالیہ ہاتھ کے زیریں حصہ کو اشاجع ہاتھ کی رگونکو اسیلم کہتے ہیں۔

دن کے بارہ گھنٹہ عموماً ہوتے ہیں اور ہر گھنٹہ کو ساعہ کہہ سکتے ہیں مگر زبان عربی نے ہر گھنٹہ کے لیے علیحدہ علیحدہ نام وضع کیے ہیں۔ پہلا گھنٹہ بکور کہا جاتا ہے دوسرا شروق تیسرا اشرق چوتھا راد پانچواں ضحی چھٹا متوع ساتواں ہاجرہ آٹھواں اصیل نواں عصر دسواں طفل گیارہواں حدور بارہواں غروب کہا جاتا ہے۔

اسیطرح چاندنی راتوں کے علیحدہ علیحدہ نام ہیں تمثیل کے لیے مندرجہ بالا پر اکتفا کرتا ہوں اگر تفصیل دیکھنی ہو تو ثعلبی کا فقیہ اللغتہ اور ابن سیدہ کی کتاب مخصص ملاحظہ ہو جو ایسے الفاظ و امثلہ سے مملو ہے۔

چھٹی خصوصیت اعجاز و ایجاز عربی ہی۔ جس کی بہترین مثال وہی کلام پاک ہی جسکا اسلوب بیان فصاحت کلام بلاغت معانی بے مثل ہی۔ جو خدا کے پیارے چمکتے تارے جان مجسم حبیب اکرم رحمت دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا جس کے مقابل وقت نزول آجتک اور آج سے قیامت تک نہ کوئی زباندان آیا نہ کسی زبان نے لب ہلایا۔

ساتویں خصوصیت الفاظ مترادفہ و متضادہ کی کثرت ہی۔ اگرچہ ہر زبان میں کم و بیش ایسے الفاظ ضرور ہوتے ہیں مگر عربی زبان کو سب پر فوقیت ہی۔

نور کیلیے ۲۱ لغت مستعمل ہیں تاریکی کے واسطے ۵۲۔ بارش کے لیے ۶۴ آفتاب کے لیے ۲۹ کنوئیں کے لیے ۸۸ ابر کے لیے ۵۰ پانی کے لیے ۱۷۰ شہد کے لیے ۸۰ شراب کے لیے ۱۰۰ اشیر کے لیے ۳۵۰ سانپ کے لیے ۱۰۰ اونٹنی کے لیے ۲۵۵۔

اب اگر انکی تشریح کیجائے ایک ضخیم مجلد ہو جائے الفاظ متضادہ کی اجمالی تفصیل ملاحظہ ہو۔ قعو د معنی بیٹھنے کے بھی ہیں اور کھڑے ہونیکے بھی اسیطرح نضح معنی تشنگی اور سیرابی دونوں اپنے اپنے مواقع پر آتے ہیں خراب کے معنی سیلان انجماد دونوں ہوتے ہیں۔ بیع معنی خرید و فروخت دونوں آتے ہیں حالانکہ بیع مقابل فروخت کے لیے علیحدہ لفظ بھی شرا موجود ہی۔ لیکن یہ وسعت لسانی کی دلیل ہے۔

آٹھویں خصوصیت ایک لفظ کے کئی معنی دینا عربی زبان کا خاصہ ہی چنانچہ خال کے معنی ۳۵ عجوز کے معنی ۶۰ عین کے معنی ۳۵ لکھے ہیں۔ یہ اجمالی توضیح ہی

اگر زبان عربی کی خصوصیات کو بہ تفصیل لکھاجائے تو مضمون ایک طویل دفتر کی صورت اختیار کرے ہم سر دست اتنی ہی پر اکتفا کرتے ہیں اور اتنا ہی ہر ذی فہم و عقیل و منصف کے لیے جس کی

چشم بصیرت و بصارت پر بغض و عناد کے پردے نہ پڑے ہوں ہر طرح کافی ہو مخالفین غور کریں اور ہمارے اس مختصر عجالہ سے سبق ادب لیں کہ جس زبان کی وسعت اور فصاحت و بلاغت کا یہ عالم ہو اوس زبان سے محض نا آشنا ہو کر ترجموں کو دیکھ داکھ کر قرآن جیسی فصیح و بلیغ اور معجز کتاب پر جو زبان عربی میں نازل ہوئی اپنی لاعلمی سے دندان اعتراض تیز کرنا حسد و عناد نہیں تو اور کیا ہے ہاں مخالفین اگر شمع اسلام ہاتھ میں لیکر اوسکے پرتو نور میں اس مقدس اور آسمانی کتاب کے پرانوار صفحات پر نظر ڈالیں تو ایسے ایسے بیش بہا اور نادر جواہرات کے ٹکڑے نظر آئیں گے جن کی نورانیت قلوب تیراکی ظلمت کو مبدل بہ نور کر دیگی۔ میرے اس مضمون کا اسوقت اسی اجمال پر اختتام ہے آئندہ کسی موقعہ پر بشرط فرصت انشاء اللہ العزیز اس پر ایک تفصیلی تبصرہ کیا جائیگا۔

ذکر رضا

از حضرت مولنا مولوی حاجی شاہ محمود جان صاحب قادری رضوی پشاوری کا جام جودھپوری فیوضہم

حرمین شریفین کو تشریف لیجانا اور وہاں کے اجلۂ علما و مفتیان و ائمہ کا اعلحضرت رضی اللہ تعالی عنہ کیساتھ اعزاز و اکرام سے پیش آنا اور مکہ مکرمہ میں ایک امام شافعیہ کی عجیب فراست و عزت فرمائی و ذکر شرح رسالۂ حج وغیرہ

بعد یک سال[۱] ہوئی ملک عرب کی نہضت ساتھ ہیں اپنے پدر کے بخلوص الفت

تھے جو دونوں حرم پاک کے اہل افتا صاحبان شرف و فضل و علوم انشا

حق تعظیم و بزرگی کی ادا فرمایا سرور اہل سنن او سکو یقیناً پایا

نعمت حج و زیارت سے تمتع پا کر شکر خلاق بجا لایا وہ دین کا رہبر

باب کعبہ کی طرف ہے جو مقام[۲] ممتاز قرب میں اوسکے جو وہ پڑھ چکا مغرب کی نماز

---

[۱] ۱۲۹۵ھ [۲] یعنی مقام ابراہیم علی نبینا وعلیہ افضل الصلاۃ والتسلیم ۱۲

ناگہاں آ کے ملا شاہ سے اک مرد ہمام — صاحب علم اتم اہل فضیلت کا امام

اپنے اوصاف میں وہ عارف حق کامل تھا — شافعیہ کی امامت کا شرف حاصل تھا

اسم سامی[1] تھا حسین اوسکا عرب میں معروف — لے گیا اپنے مکاں میں وہ امام موصوف

دیر تک اوسنے وہاں اوسکی جبیں کو پکڑا — پھر کہا اوسنے رضا سے کہ اے عالی رتبہ

اس جبیں[2] سے ہے تری نور خدا جلوہ گر — پالیا میں نے تحقیق اوسے اے سرور

پھر حدیثوں کی سند اوسنے بھی[3] بے مانگے دی — یہ اثر حب نبی کا یہ علامت اوس کی

ہیں جو مشہور حدیثوں میں صحاح ستہ — دی سند جملہ کتابوں کی بڑھایا رتبہ

قادریہ کے طریقے کی اجازت بھی عطا — کی بصد جوش عنایات و بصد لطف وولا

بے طلب اوسکو عطا ہوتے ہیں نعما ایسے — ہے یہ سب فضل خدا جسکو وہ چاہے ویدے

بعد اعطائے سند اوسنے بیاں فرمایا — تا بخاری ہیں سنو اسمیں وسائط گیارہ

پھر دیا اپنا[4] رسالہ جو مناسک میں تھا — کہ کرو اس کے مطالب کو بخوبی املا

دوسرے روز ہوئی ختم وہ شرح انور — کی صفت جس کی مصنف نے بیاں سے باہر

کسقدر جلد لکھے کتنے مطالب سے لکھے — مستقل ایک رسالہ ہے بیاں میں حج کے

تھا وہاں اور بھی اک مرد کریم امجد — نخل خوبی کا ثمر نام تھا سید احمد دحلان ۱۲

علم ظاہر کا اگر شمس تو باطن کا قمر — شافعیہ میں نہ تھا کوئی بھی اوس کا ہمسر

---

[1] مولٰنا وسیدنا شیخ حسین بن صالح جمل اللیل علوی فاطمی قادری مکی امام وخطیب شافعیہ ۱۲ [2] یہ جملہ فرمایا انی لاجد نور اللہ من ھذا الجبین جسکا ترجمہ اس شعر میں ہے [3] پہلے والد ماجد سے ملے پھر صاحب سجادہ مارہرہ شریف نے عنایت کی پھر آپنے بھی عطا فرمائی [4] اس شیخ کا ایک ارجوزہ مسمی بالجوہرۃ المضیۃ زبان عربی میں تھا فرمایا اکثر اہل ہند اس سے مستفیض نہیں ہو سکتے اول تو زبان عربی دوسرے مذہب شافعی ہندی اکثر حنفی ہیں میں چاہتا ہوں اس کی اردو میں شرح لکھو اور مذاہب [illegible] کی توضیح کرو چنانچہ صاحب ترجمہ علامہ ممدوح نے بحالت سفر و لعدم موجودگی کتب وہ شرح لکھی کہ شیخ موصوف دیکھکر پھڑک گئے۔ اول ابیات کا ترجمہ کیا پھر شرح میں پہلے مطلب پھر اختلاف مذاہب حنفیہ و شافعیہ اور بیان مذہب حنفیہ مع اختیار راجح و ترک مرجوح وغیرہ کیساتھ تصنیف فرمایا اور بروز دوشنبہ ذی الحجہ سال مذکور کو ختم فرما کے النیرۃ الوضیۃ فی شرح الجوہرۃ المضیۃ سے ملقب کیا پھر اسپر بعض منہیات و حواشی تحریر فرمائے جن میں فوائد لطیفہ و توضیح مسائل و تخریج احادیث وغیرہ لی ہیں یہ تعلیق بھی ایک رسالہ ہو گئی جسکا نام الطرۃ الرضیۃ علی النیرۃ الوضیۃ رکھا گیا یہ کتاب قابل دید و مسائل حج میں بے نظیر ہے مطبع انوار محمدی لکھنو میں [illegible] چھپ کر [illegible] ہوتے ہی شائقین نے دست بدست لے لی اور اکثر محروم رہ گئے بحق تعالی دوبارہ چھپوائے اور شائقین کی مراد برلائے۔ [illegible] ۱۲

اونکے مذہب کا وہاں مفتیِ اعظم تھا وہی
اہلِ ارشاد کا سردار و مکرم تھا وہی

تیسرے اور تھے اک علم کے مہرِ تاباں
چشمۂ فیض تھے اور نام تھا عبدالرحمٰن

جملہ احناف کے مفتیِ معظم تھے وہاں
سراج الحق
ناصرِ دین متیں دافعِ شر و طغیاں

مثل اوس شیخ کے ان دونوں کا بر نے ہی
کی سند اوسکو عطا جملہ علومِ دیں کی

مختصر یہ کہ ہوئی دونوں حرم میں عزت
وسعتِ علمِ رضا کی ہے وہ شان و شوکت

(باقی دارد)

سلطان العاشقین حضرت سید شاہ برکۃ اللہ صاحب السلسلۃ العلیۃ البرکاتیۃ
رحمۃ الحق قدس سرہ العزیز بمنہ الباقی

حضرت اولادِ رسول جناب مولانا مولوی سید محمد میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ
مارہروی

قطبِ فلکِ ہدایت۔ مرکزِ دائرہ ولایت۔ شمعِ شبستان صفا۔ مرشدِ خدا نما۔ عارفِ حق آگاہ
خلفِ اکبر حضرت سید شاہ اویس برکۃ اللہ نام نامی۔ "صاحب البرکات" اور مدبیر برکات"
لقب گرامی۔ اور عظیم الہدیٰ علم تاریخی ہے (ماثر الکرام)

ولادت شریف چھبیسویں جمادی الآخر ۱۰۷۰ھ ایک ہزار ستر ہجری میں اپنے وطن
آبائی بلگرام میں رونق افزائے عالم وجود ہوئے (کاشف الاستار)
چنانچہ اپنی تاریخ ولادت خود اپنی ایک غزل کے مقطع میں یوں فرماتے ہیں ؎

سال تولدم ہمہ تقویم داں شہر۔ روی حساب
شایقِ خوباں" نوشتہ اند

تعلیم و تربیت بچپن کا زمانہ اپنے حضرت والد ماجد اور دوسرے بزرگان خاندان
کے آغوش تربیت و شفقت میں گذرا اور ابتدائے سن شعور سے آغاز سنِ
کہولت تک حضرت سید العارفین سید شاہ لطف اللہ المعروف بہ شاہ لدھا بلگرامی قدس سرہ

کی فیض صحبت سے مشرف رہکر اخذ فیوض و برکات ظاہری و باطنی فرمایا۔ حضرت سید العارفین ہمارے حضرت صاحب البرکات پر ایک خاص نظر عنایت و محبت تھی اکثر مکاتیب اسرار باطنی وحقائق معرفت پر محتوی سے سرفراز و ممتاز فرماتے رہتے (ماثر الکرام وغیرہا) اور اپنے اکابر خاندان حضرت سید مربی ابن سید عبد النبی ابن سید طیب اور حضرت سید غلام مصطفےٰ ابن سید فیروز قدست اسرارہم سے بھی اخذ فیوض و برکات کے علاوہ بمقتضائے سے متاع نیک ہر دکاں کہ باشد از اعزہ اور غیر کا خیال نفرماکر بہت سے اولیاء زمانہ سے فیض صوری و معنوی حاصل فرمایا۔ اور دیار و امصار نزدیک و دور میں ایک زمانہ کثیر سیر و سیاحت فرماکر اوس مطلوب حقیقی تک پہنچنے کی راہ کے مراتب و منازل کی تلاش اور اوسکے اسرار و دقائق کے حل و کشف کے لیے ہر فرقہ وطبقہ کے مشایخ اور قلندروں ملے۔ اور بمجواے ود کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المومن،، الخ حکمت و معرفت کی بات مسلمان ہی کی ایک گمشدہ چیز ہے جسے وہ جہاں پائے وہاں سے لے سکتا ہے۔ حضرت نے جوگیوں اور سنیاسیوں سے کے طریقوں کو بھی جانچا پرتالا۔ اور جنھیں اپنے اصول پر بے خطر اور اس راہ میں کارآمد پایا اوسے لیا (کاشف الاستار و آثار احمدی)

ریاضت مطلوب حقیقی تک وصول کی راہ میں آپنے شدید ریاضتیں برداشت فرمائیں اوس کی یاد میں ایسے محو و مستغرق رہتے کہ دن کو رات اور رات کو دن سے ممتاز نجانتے جسکا ایک نمونہ یہ ہی کہ تین برس کامل روپیہ بھر وزن چانول کی پیچ پر روزہ افطار فرماتے اور کچھ نہ کھاتے پیتے قوت روحی کا یہ حال تھا کہ اس حالمیں سر و پا برہنہ دن اور اندھیری راتوں میں جنگل جنگل اوس کی یاد کرتے پھرتے۔ اور موضع اترنجی کہیڑہ میں کہ خانقاہ معلی سے پانچ کوس کے فاصلہ پر ایک تنہائی کا مقام اور لب دریاے کالی نے ہے آہ دردمندانہ و نالہ مستانہ جاکر ذکر خدا دی اور ذکر جاروب میں کہ منجملہ سخت ترین اشغال باطنی ہیں۔ اور دوسری ریاضات باطنی مثلاً حبس نفس بطور صعود اسطرح فرماتے کہ ایک سانس میں شام سے صبح فرما دیتے۔ ان ریاضات شاقہ و مجاہدات عظیمہ کی شدت سے تالوی مبارک حضرت کا دھنس گیا تھا اور جگر مبارک پر بھی

صدمہ پہنچا۔ چنانچہ کبھی کبھی بروقت اجوشش جذبات باطنی گوشت وخون کے ٹکڑے ناک اور موتھ سے
گرتے تھے۔ اور ایسے وقت میں آپکے نعرہائے عاشقانہ سے حاضرین وسامعین پر ایک عجیب لطیف
حالت محویت وربودگی طاری ہوتی تھی (کاشف الاستار وغیرہا)

بیعت و خلافت اگرچہ حضرت کے والد ماجد نے وصال سے پہلے حضرت کو سجادہ نشینی اور اپنے
خاندان کے اعمال واشغال وغیرہا اور سلاسل آبائی قدیم چشتیہ وقادریہ
وسہروردیہ کی اجازت عطا فرمادی تھی۔ مگر حضرت نے اسپر اکتفا نفرماکر اپنے ابن عم حضرت سید مربی
ابن سید عبد النبی ابن سید طیب قدس سرہم سے بیعت فرماکر اور ریاضات شاقہ سند خلافت
سلاسل قادریہ وچشتیہ وسہروردیہ حاصل فرمائی اور حضرت سید غلام مصطفےٰ بن سید فیروز اور
حضرت سید العارفین شاہ لدھا بلگرامی قدس سرہم سے بھی اجازت وخلافت واکتساب فیض وبرکت
فرمایا اور اگرچہ ابتک اس خاندان عالیشان پر نسبت غلامی سلطان چشت غالب تھی۔ اور حضرت کے
سب آبا رواجداد اسی سلسلہ عالیہ میں مرید تھے۔ مگر حضرت کو بچپن ہی سے بوجہ بشارت غیبی عشق
سرکار ابد قرار قادریت غالب تھا۔ اور اس لیے حضرت اسی سلسلہ عالیہ میں مرید ہوئے۔ اور حضور
سرکار غوثیت سے ہمیشہ فیض روحانی حضرت کا حامی ومددگار رہا اور فیوض باطنی جناب قادریت
مآب سے بطریق اویسیت حضرت پر جلوہ گر ہوتے رہے۔ چنانچہ اپنے ترجیع بند حالیہ میں سرکار قادریت
سے اپنی حالت عشق واضطراب دلی کا اظہار فرمانے کے بعد فرماتے ہیں ؎ حاصل الامر کہ این شورش بیتابی
دل + سر خود را چو نثار رہ جیلاں کردم۔

حالتے رفت کہ پنہاں ہمہ پیدا گشتہ شور منصور زہر پردہ ہویدا گشتہ

اسی اثنا میں حضرات کالپی کا شہرہ رہنمائی وخدارسائی حضرت کے گوشگزار ہوا۔ اور حضرت کالپی شریف
میں حضور قبلہ آفاق ہادی عشاق حضرت سید شاہ فضل اللہ کالپوی کی خدمت با سعادت میں شرف
اندوز ہوئے حضور قبلہ آفاق نے حضرت کو بہت اعزاز واکرام سے لیا اور بعنایت عنایت اس راہ کی
چند خاص معظم مقدمات ارشاد فرماکر اور سلاسل قادریہ وچشتیہ وسہروردیہ ونقشبندیہ کی سند

اجازت و خلافت اور بعض اوراعمال و اشغال و اذکار وغیرہا مرحمت فرماکر ارشاد فرمایا کہ آپ کا سلوک تو تمام ہوچکا ہے اور آپ کی ذات مبارک فضائل و محاسن صوری و معنوی سے معمور ہے ہمیں آپکو کچھ سکھانے بتانے کی حاجت نہیں آپ اپنے گھر تشریف لیجائیے اور وہاں بعد ایصتا وارشاد مخلوق قیام فرمائیے۔ دو روز سے زائد حضرت کو کالپی شریف میں نہ رہنے دیا اور بغایت نوازش فرمایا کہ جس جگہ آپکی ذات بابرکات تشریف فرما ہو۔ وہاں کے لوگوں کو اسطرف آنے کی حاجت نہیں (کاشف الاستار وغیرہ) اور سینہ مبارک سے چپٹا کر فرمایا کہ "دریا بدریا آوبخت"

مسند ارشاد پر جلوہ افروزی

الغرض کالپی شریف سے مرخص ہوکر حضرت مارہرہ میں اپنے والد ماجد کے سجادہ پر رونق افروز ہوکر ارشاد و ہدایت خلق میں مصروف ہوئے۔ اور تیس برس اپنے مقام سے کہیں اور تشریف نہ لے گئے۔ سوائے اسکے کہ کبھی کسی بزرگ کی زیارت کو تشریف لیجانا ہوا۔ اور اسی سلسلۂ قادریہ جدیدہ کو جو حضرت کالپی سے لائے تھے جاری فرمایا۔ البتہ اگلے مریدوں کے اعزہ و اقارب اور ایسے ہی خاص لوگوں کو سلسلۂ قدیم آبائی بھی عطا فرماتے جوق جوق مخلوق نزدیک و دور سے حاضر حضور ہوتی اور ہندو مسلمان ہرایک اپنے حوصلہ و استعداد کے لائق اس دربار عام سے اپنی مراد پاتا۔ در دولت پر ہروقت امراد مندوں کا میلا لگا رہتا۔ اور ہرایک حاجتمند اپنی اپنی مرادات دینی و دنیوی ظاہری و باطنی بفیض و عطائے رب قدیر پاتا۔ حضرت کے دریائے کرم وارشاد و ہدایت کی روانی دکھانے کے لیے اس مختصر میں گنجائش نہیں۔ خلاصہ یہ کہ بقول حضرت جدی شاہ حمزہ صاحب مؤلف کاشف الاستار مارہرہ کے ہرکوچہ اور گلی میں حضرت "عشقی" کے جوش عشق سے دریائے عشق الٰہی موجزن تھا۔ اور مارہرہ کے ہر ہندو مسلمان کے دل و زبان پر خدا کے نام کا ذکر رہتا تھا۔ عورت اور مرد یہانتک کہ چھوٹے چھوٹے لڑکے اور لڑکیاں تک ذکر خدا کرتے تھے۔ یہانتک کہ یہ مثل زبان زد عام ہوگئی تھی کہ مارہرہ کے چوہے اور چڑیاں تک ذکر حق کرتی اور توحید پکارتی ہیں (کاشف الاستار وغیرہ)۔

قوت تصرف کا یہ عالم تھا کہ باہر سے بھی جو آتا کسی حیثیت کسی طبقہ کا ہوتا یہاں آکر اسی صبغۃ اللہی رنگ میں شرابور ہو جاتا جونہی اوسکی نظر حضرت کی بستی کی آبادی پر پڑتی اوس کے دل سے محبت دنیا ٹھنڈی پڑ جاتی۔ بڑے بڑے امرا صاحبان جاہ و منصب اگر کسی طرح حاضر خدمت ہو جاتے۔ تو سب امارت و منصب چھوڑ چھاڑ فقر کی دولت لازوال کے دلدادہ ہو جاتے۔ باہر سے جب کوئی یہاں آنے لگتا۔ تو اوسکے ماں باپ بھائی وغیرہ اعزہ اوسکو یہ نصیحت کر دیتے کہ دیکھو خانقاہ برکاتیہ میں ہرگز نجانا۔ اس لیے کہ جو وہاں جاتا ہے وہ وہیں کا ہو رہتا ہے مگر اس سمجھا دینے کے باوجود یہاں کے فیض عام کی کشش یہاں لے ہی آتی۔ اور دنیا کی چھوٹی کھوٹی چند روزہ نام کے جاہ منصب امارت و دولت سے چھڑا کر آخرت کی ابدی حقیقی سچی دولت و عزت سے مالا مال کر دیتی سالکان راہ کو حسب وسعت و حوصلہ اشغال و اذکار تعلیم فرمائے جاتے۔ اور ہنوز اوسکے اتمام کی نوبت ابھی نہ آتی کہ بعض سالکوں کا مدعا نصف شغل ہی سے حاصل ہو جاتا۔ اور مشہور تھا کہ صاحب البرکات سالک کو تین روز میں واصل بحق کر دیتے ہیں بلکہ حضرت نے اپنے قوت علم و کشف سے بعض نئے مخصوص قواعد ایسے اختراع فرمائے تھے کہ اونپر عمل کرنے سے طالبان مولی کو ایک دن اور دو گھڑی میں ہی بیخودی و ربودگی حاصل ہو جاتی تھی۔ اور بعض مروجہ اشغال وغیرہ میں ایسی ترمیم فرما دی تھی جسے بعونہ تعالی اونکا اثر زیادہ سریع الظہور ہو گیا تھا حضرت کی تشریف رکھنے کے مکان میں خطوط و عرضیاں وغیرہ جو اہل حاجت کی آئی ہوئی طاقوں میں رکھی رہتیں درویشان خانقاہ اونھیں کے ٹکڑے بحکم حضور فتیلے کی شکل لپیٹ لپٹا کر اہل حاجت کو دیدیتے اور اون کے جلانے سے آسیب بھاگ جاتا۔ مارہرہ میں ساحروں اور آسیب وغیرہ کا بازار بہت گرم تھا۔ قدوم مبارک کے طفیل سب ٹھنڈا پڑ گیا اور ساحر بھاگ گئے یا سحر سے تائب ہو گئے۔

دنیا داروں اور امرا و منصب داران حکومت دنیا سے حضرت کو کمال درجہ نفرت تھی اور ایسے لوگوں کو باریابی کی اجازت نہیں تھی۔ صرف وہی باریاب ہو پاتا تھا جو خدا کی راہ کے سلوک کا شوقی

اور اوسکے وصال کا ذوق رکھتا تھا۔ حضرت کی اس لفرت کے باوجود امرائے زمانہ و عمدہائے عہد حضرت کی خدمت میں حاضری کو اپنا فخر و عزت جانتے۔ اور اسکے لیے کوشاں رہتے۔ یہاں کے مسلمانوں میں فسق و فجور کا بڑا زور تھا۔ حضرت کے فیض صحبت سے سب معاصی سے تائب ہو کر صورۃً و سیرۃً اسلام کے فضائل و محاسن صوری و معنوی ظاہری و باطنی سے آراستہ ہو گئے جیساکہ بعض مدعیان شیخت حاصل معنی مشیخت محض نمائش وضع و لباس وغیرہ جانتے اور صرف اس نام و نمود کے لیے کہ یہ بڑے بھاری پیر ہیں جن کے اتنے اتنے مرید ہیں۔ پیر بنے پر ادھار کھائے رہتے ہیں۔ حضرت کو اس سے بڑی لفرت تھی۔ وہ محض لباس نہیں۔ بلکہ ملبوس کو فضائل صوری و معنوی سے آراستہ کرنے پر ہمت مرکوز رکھتے اور اوسیکو مرید فرماتے جو خود شوق طلب خدا سچے طور پر ظاہر کرتا۔ اور پھر آجکل کیطرح مرید کر کے اس لیے نہیں چھوڑ دیتے کہ اب اوسوقت یاد کرینگے جو کچھ روپیہ پیسہ وغیرہ کی ضرورت ہوگی۔ بلکہ جس مقصد کے لیے وہ مرید ہوا تھا اوس کی تکمیل و تعلیم شروع کر دیتے اور منازل سلوک طے کرا کے اوسے ہدایت فرماتے کہ جاؤ اور مخلوق خدا کو خدا والا بناؤ۔ نماز میں خضوع و خشوع و استغراق کا یہ عالم تھا کہ حضرت کے چھوٹے صاحبزادہ حضرت شاہ نجات اللہ فرماتے ہیں جب نماز پڑھنا شروع فرماتے خدا کی طرف ایسے متوجہ و مستغرق ہوتے کہ سوائے ارکان نماز اور کسی امر کی خبر نہ رہتی شریعت غرا کے اتباع کا نہایت درجہ اہتمام مدنظر تھا۔ خود وصایا شریف میں فرماتے ہیں "شعار دیں را تقید و تکلف ہرچہ کہ کردہ آید دریغ نکنند" اتباع سنت سنیہ نے یہ مرتبہ بہم پہونچایا تھا کہ طبعی امور تک خلاف عادت حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام سرزد نہ ہوتے۔ چنانچہ حضرت کے چھوٹے صاحبزادہ الصدر صوفی لکھتے ہیں میں نے اپنی ابتدائے سن شعور سے حضرت کے وقت وفات تک کبھی آپکو جماہی یا ڈکار لیتے نہ دیکھا اور قہقہے سے کبھی نہ ہنستے۔ قناعت و توکل بخدا کی یہ شان رفیع تھی کہ وصایا شریف میں فرماتے ہیں: بخانہ مخلوق و مردم دنیا نروند و ہیچ کاہے و مطلبے بحاکم و یکسے رجوع نکنند کہ سازندہ کار ہا کار ساز است" یعنی مخلوق اور دنیا دار دل کے دروازہ پر اپنی حاجت لیکر نہ جائیں۔ اور کسی دنیادار کا

غرض و مطلب کے لیے کسی دنیاوی حاکم اور کسی دنیا دار سے رجوع نکریں کہ سب کاموں کا بنانیوالا اور سب مقصد برلانے والا خدا ہی ہو دنیا و اہل دنیا سے تو یہ نفرت۔ مگر اہل اللہ کی زیارت و خدمت شرف و سعادت جانتے چنانچہ فرماتے ہیں "دیدن عالمے کہ ولے داشتہ باشد و یا آنکہ ظاہرا و بدین و دیانت آراستہ البتہ البتہ روند و دیدن او را سعادت دارین دانند" یعنی عالم دین اہل دل یا وہ جسکا ظاہر دین و دیانت سے آراستہ ہو اوس کی زیارت کے لیے ضرور ضرور جائیں اور اوس کی زیارت کو دارین کی سعادت جانیں۔ غرض یہ ای تو مجموعہ خوبی نکہ امت گویم۔ فضائل و سیرت شریفہ کے ایسے بہت سے وقائع ہیں جن کی تفصیل بہت طویل (کاشف الاستار وغیرہ)

(باقی دارد)

وقف تغیرات عالم بسابق

انسان کو اوسکی مختصر مگر مستعار حیات کے حیرت انگیز اور عبرت خیز حالات کی گونا گونیاں اور بھی تحیر میں ڈالتی ہیں۔ اوسکو خود اپنی حیات کا ہر ہر لمحہ ہر حرکت و سکون وقف تحیرات نظر آتا ہے۔ وہ غور کرتا ہے کہ کوئی ایسا بھی وقت تھا کہ میں مرتبۂ عقل ہیولانی میں تھا۔ میں اسوقت علوم و معارف سے ہوش و خرد سے محض بیگانہ تھا۔ میں ایک مضغۂ گوشت تھا اور میرا ہر حرکت و سکون محتاج اغیار۔ مگر میں ملک استغنار کا بادشاہ تھا۔ قدرت نے میرے لیے شیریں در سفید دودھ کی دو نہریں جاری فرمادی تھیں۔ بھوک اور پیاس لگتی تو نہر کے کنارے پہونچتا منہ لگاتا اور سیراب ہوجاتا۔ میں مادر مشفقہ کے مہد آغوش میں عالم افکار سے مجرد ہو کر شب و روز عیش و نشاط کا جھولا جھولتا تھا۔ باد انقلاب کے نرم نرم جھونکے آ آکر مجھکو لوریاں دیتے اور انتقال تدریجی کا سبق پڑھاتے مجھ میں بھی اکتساب علوم کی تحصیل کمالات کی استعداد اور قابلیت تھی بالآخر میری استعداد اوج کمالات کی جانب محو پرواز ہوئی اور میں مرتبۂ عقل ہیولانی سے نکل کر عقل بالملکہ کے مرتبہ پر فائض ہوا۔

میں نے اس درجہ میں قدم رکھا ہی تھا کہ مبدء فیاض نے میرے ظاہری حواس خمسہ باصرہ سامعہ - ذائقہ - شامہ - لامسہ کو علوم کے خزانوں کی کنجیاں سپرد فرمادیں - باصرہ سے مبصرات (سفید و سیاہ) سامعہ سے مسموعات (نیک و بد) ذائقہ سے مذوقات (تلخ و ترش) شامہ سے مشمومات (خوشبو و بدبو) لامسہ سے ملموسات (حرارت و برودت) وغیرہ وغیرہ غرضکہ ان حسیات ظاہری سے صدہا محسوسات اور ہزارہا بدیہیات کا ادراک ہوا - قادر مطلق نے میری زبان کو گویا کیا - اعضا میں - توانائی بخشی - سمجھ دی - ہوش دیا پھر زبان کو وہ حلاوت بخشی - کہ میری شیریں سخنی پر - میٹھی میٹھی - مگر معصوم - اور دوشیزہ باتوں پر قند و نبات اپنی حلاوت نثار کرتے - یہ حالت بھی چنداں قیام پذیر نہ رہی - گو یہ میرا عہد طفلی تھا - اور میں اپنے مستقبل سے بے خبر - مگر میری فطری استعداد درجات ترقی کو بتدریج طے کرتی ہوئی مجکو منزل طفولیت سے نکال کر دنیائے شباب کی جانب لے کر چلی اور مجکو مرتبہ عقل بالملکہ سے مرتبہ عقل بالفعل پر پہونچادیا -

اس درجہ میں پہونچتا تھا کہ مجھ میں بدیہیات سے اکتساب نظریات کی پوری قوت پیدا ہوئی اور شاہد عقل کی جلوہ ریزیوں نے میرے کاشانہ دماغ کو منور کر دیا - وہ دماغ کہ جس کی مختصر اور تاریک فضا جہل و نادانی کے حجابات ظلمانی سے لبریز تھی شمع علم کی انتہائی لمعانیوں اور نور ریزیوں سے جگمگا اٹھی - میرے حواس باطنی - حس مشترک - خیال - وہم - حافظہ - متصرفہ جن پر زنگ جہل چھا رہا تھا - صاف و شفاف ہوئے اور ان میں ایک حالت انجلائی پیدا ہو گئی - غرضکہ خانہ دماغ علم و دانش عقل و فرزانگی کے انوار تاباں سے معمور ہو گیا - اب تو معرکۃ الآرا مسائل پر نظر تحقیق و تدقیق ڈالنا لاینحل عقدوں کو حل کرنا - امور معلومہ کی ترتیب سے امور مجہولہ کی تحصیل میرے نزدیک ادنے بات تھی - وہی دماغ جو ظلمتکدہ جہل تھا جسکو بدیہی امور کا تعقل دشوار تھا - وہ مخزن علوم کا - منبع فہم و دانش کا - مصدر عقل و فرزانگی کا پورا پورا مصداق بنگیا - مگر اب بھی میری استعداد معراج کمال کی جانب شوق پرواز میں مثل سیماب مرتعش تھی -

بیقرار تھی - اوس کی تمنا تھی کہ وہ مجھکو اس سے بھی کسی بالا درجہ پر گام زن دیکھتی - آخر وہ بیقرار سکون مطلق کی محبت بھری آغوش میں اوسیوقت آئی جبکہ اوس نے مجھکو عقل مستفاد کے مرتبہ پر جوکہ انسانی ارتقا کا اعلیٰ ترین مرتبہ ہے دیکھ لیا۔

غرضکہ انسان ابتدائے آفرینش سے اختتام حیات تک صرف ایک اپنی ہی ذات میں وہ وہ عظیم انقلابات پاتا ہے کہ ششدر ہو جاتا ہے کبھی وہ مبدا رفطرت کا وہ فوٹو جبکہ وہ ہیولا رمحض اور جامۂ عقل وخرد سے عریاں تھا چشم تصور میں لیکر دیکھتا ہے اور کبھی وہ اپنی وہ مکمل تصویر جسمیں مصور قدرت نے اوسوقت نگار آفرینیاں کی تھیں جبکہ وہ گنجفۂ عقل مستفاد پر عقل وخرد کی چالیں چل رہا تھا۔ سامنے رکھتا ہے اور اپنی دونوں حالتوں کا موازنہ کرتا ہے تو اوس قادر ذوالجلال اور اوس خالق یکتا کی قدرت کے جلوے کچھ اس ادا سے رونمائی کرتے ہیں کہ وہ عالم سکوت میں انگشت بدنداں ہو کر رہ جاتا ہے۔

کبھی وہ اپنے عہد شباب کو ـــــــ اُوف اوس عہد شباب کو یاد کرتا ہے جبکہ وہ ایک جوان رعنا تھا۔ وہ پیکر حسن تھا۔ اوس کا قامت دلجو رنگ شمشاد تھا۔ اوس کی چشم مخمور کو نرگس شہلا حسرت سے تکتی تھی۔ اور اوس کی زلف پر پیچ میں سنبل پیچاں گرفتار۔

اوسکے ابروئے پرخم فلک حسن کے دو ہلال تھے۔ اوس کا رخ تاباں شعلۂ طور تھا۔ اوس کے لب آب حیات تھے۔ اوسکی غنچہ دہنی سے نیم باز کلیاں دوشیزہ کلیاں شرماتی تھیں۔ اوسکے دانتوں کی آب وتاب پر سلک مروارید نثار ہوتی تھی۔ اوسکا تبسم لمعۂ برق تھا۔ اور اوس کے رخ وصبیح کے گرد ایک جدول مشکیں تھی۔ جیسے چاند کے گرد ہالہ۔ اعضا میں تناسب تھا۔ بدن میں چستی تھی۔ طبیعت میں اُمنگیں تھیں ولولے تھے ـــــــ پہلو میں دل تھا اور دل میں شباب کا مدوجزر۔

مگر ـــــــ آہ۔ کہ آج عہد پیری ہے نہ وہ حسن ہے نہ وہ جمال۔ نہ وہ دل ہے نہ وہ جذبات۔ نہ وہ امنگیں ہیں نہ وہ ولولے دل مردہ ہو گیا اور طبیعت افسردہ۔ رخسار زرد ہو گئے ـــــــ

اور چہرے پر جھریاں۔
وہ بوٹا سا قد جھک کر کمان ہو گیا ——— اور آنکھوں میں حلقہ پڑ گئے۔ غرضکہ وہ ساری دلربائی ورعنائی پیری پر قربان ہو گئی۔ (باقی دارد)

(خاکسار ابو المعانی مدیر رسالہ)

شکریہ۔ ہم جناب مولانا مولوی حکیم ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب الوری کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اس ماہ میں یادگار رضا کی اشاعت میں کافی سعی فرمائی۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر ارباب ہمت نے ہماری اسیطرح ہمت افزائی فرمائی اور یادگار رضا کی عملی ہمدردی کا نمونہ پیش فرمایا تو عنقریب یادگار رضا فضائے ارتقا پر گامزن نظر آئیگا۔
(خاکسار مدیر)

دیانندی آریہ

استاذ العلما حضرت مولانا مولوی نعیم الدین صاحب مرادآبادی

ستیارتھ پرکاش کی قرآن پاک پر اعتراض اور انکے جواب

اعتراضات متعلق سورۂ فاتحہ

اعتراض۔ راہ ان لوگوں کی کہ جنپر فضل کیا تو نے اون کا راہ مت دکھا کہ جن کے اوپر تو نے غصہ کیا اور نہ گمراہوں کا راستہ دکھا (منزل اول سیپارہ اول سورہ فاتحہ آیت ۶-۷) (**محقق**) جب مسلمان تناسخ اور پہلے کئے ہوئے گناہ اور ثواب نہیں مانتے تو بعض لوگوں پر رحمت کرنے اور بعض لوگوں پر نہ کرنے سے خدا طرفدار ٹھہرتا ہے کیونکہ گناہ و ثواب کے بغیر رنج و راحت کا دینا قطعی بے انصافی کی بات ہے اور بلا سبب کسی پر رحم اور کسی پر غضب کرنا یہ بات ہی نہیں بن سکتی۔

جواب۔ پنڈت صاحب کے دماغ کی کیا تنگ تعریف کیجائے جو بات ہے بے محل۔ جو صدا ہے بے ہنگام۔ یہاں بندے کو دعا کی تعلیم و تلقین ہے کہ وہ خداوند کریم سے راہ راست پر چلنے کی توفیق طلب کرے جس کے چلنے والوں پر انعام ہوا ہے اور کجروی سے محفوظ رہنے کی دعا کرے

جن کے اختیار کرنے والوں پر خدا کا غضب ہے تو یہ ظاہر ہے کہ یہاں اوس نعمت و غضب کا تذکرہ ہے جو راہِ راست پر چلنے اور اوس سے انحراف کرنیکی جزا یا سزا میں ہو اسپر یہ کہدینا "کہ بعض لوگوں پر رحمت کرنے اور بعض پر رحمت نہ کرنے سے خدا طرفدار ٹھہرتا ہے کیونکہ گناہ و ثواب کے بغیر رنج و راحت کا دینا قطعی بے انصافی کی بات ہے" اس کلام کا یہاں کیا محل تھا یہاں بغیر عمل کے رنج و راحت کا تذکرہ ہی کس نے کیا جو آپ تناسخ لے دوڑے ع

سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست

لالہ صاحب کو ابھی تک فہم سخن کا تو سلیقہ ہی نہیں اتنا شعور نہیں متکلم کے کلام کو سمجھ سکیں کہ کہہ کیا رہا ہے مگر نام کے محقق بنکر اعتراض بازی شروع کر دی اب ذرا سی آپ کے "تناسخ کی بھی خبر گیری کرتے چلیں جسکو آپ نے یہاں بے موقع دھنسایا ہے تناسخ کی سب سے بڑی دلیل جو پنڈت صاحب کے پاس ہے وہ یہی ہے کہ رنج و راحت بے سابقہ عمل متصور نہیں درحقیقت یہ خود ایک دعویٰ ہے جو محتاج دلیل کا ہے پنڈت صاحب اور اون کے متبعین نے رنج و راحت کے جزا و سزا میں منحصر ہونے پر آج تک کوئی دلیل نہیں پیش کی نہ آیندہ کبھی پیش کر سکین گے بلکہ خود اون کی عبارتین اور اون کے قلم سے نکلے ہوئے الفاظ اور انکے وید کا طرز بیان اون کے اس دعوےٰ کی تکذیب اور بطلان کے لیے کافی شہادت ہے رگوید آدی بھاشیہ بھومی کا میں پر جنم یعنی بیان تناسخ میں سب سے پہلا منتر یہ پیش کیا ہے۔

اے پرانوں کو قایم رکھنے والے الشیور ہم اگلے جسم میں ہمیشہ سکھ پاویں یعنی جب ہم پچھلے جسم کو چھوڑ کر اگلا آنے والا جسم اختیار کریں تو اوس جسم میں ہمیں پھر آنکھ اور پران ملیں اے بھگوان ہمیں اگلے جنم میں تمام سامان راحت دیجیو ہم تمام جنموں میں سورج کی روشنی دیکھ سکیں اور اندر اور باہر آنے اور جانے والے پران سے بہرہ یاب ہوں اے سبکو عزیز رکھنے والے پرمیشور ہم آپ سے یہی التجا کرتے ہیں کہ آپکی رحمت سے تمام جنموں میں سکھ حاصل ہو (رگوید اشٹک دھیائے ورگ ۲۳ منتر) وید میں اس قسم کے صدہا منتر ہیں۔ جن میں اس قسم کی التجائیں تعلیم کی گئیں ہیں جو پنڈت صاحب کے

جیوے کو حاصل کر رہی ہیں اگر تکلیف راحت رنج و خوشی سکھ دکھ عملوں کرموں پر موقوف ہی اور پرمیشور
اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں کر سکتا تو دعا کی تعلیم سراسر لغو اور ابلہ فریبی ہی۔ اصول تناسخ کی بنیاد پر الیشور
مجبور ہی کہ جیسے عمل ہوں ویسا بدلہ دینے پر اگلے جنم میں تمام سامان راحت دینا اس کے اختیار
میں کیا ہی جس کی دعا وید میں تعلیم کیجاتی ہی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وید کے مصنف کے نزدیک بھی
تناسخ باطل ہی اور الیشور قادر ہی کہ وہ شخص اپنے کرم سے انسان کو راحت دے رگوید کا ساتواں
منتر ملاحظہ فرمائیے۔

اے بہلوان آپکی عنایت سے ہی پران اشیا رخوردنی اور قوت ہر جنم میں حاصل ہوں
زمین سورج انترکش (خلا بالائے زمین) اور سوم (نباتات) ہمیں پھر اگلے جنم میں زندگی دینے
والے اور جسم کی پرورش کرنے والے ہوں اے قوت عطا کرنے والے پرمیشور ہمیں اگلے
جنم میں پھر دہرم کا راستہ دکھائیو (باقی وارد)

برحق خلیفہ دوم بسابق

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالے عنہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے اسلام لانیسے اسلام کو بہت بڑی تقویت ہوئی۔ اس وقت
تک گو چالیس پچاس آدمی مشرف باسلام ہو چکے تھے جن میں عرب کے مشہور و معروف بہادر حضرت
امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ بھی تھے۔ مگر پھر بھی مسلمان اپنے مذہبی فرائض کو علی الاعلان نہیں ادا کر سکتے
تھے۔ اور کعبہ مکرمہ میں فریضہ نماز ادا کرنا تو ناممکن تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے اسلام لانے
ہی دفعۃً یہ حالت بدل گئی انھوں نے اپنے اسلام کا اعلان کیا گو کافروں نے ان پر بڑی بڑی
سختیاں کیں مگر انھوں نے جادہ استقامت سے سر مو قدم پیچھے نہ ہٹایا اور کفار مکہ سے برابر مقابلہ کیا
آخر ایک دن وہ آیا کہ انھوں نے مسلمانوں کی جماعت کے ہمراہ کعبہ معظمہ میں جاکر نماز پڑھی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی ہجرت قریش ایک زمانہ تک حضور اکرم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم

کے دعوی ثبوت کو بے پروائی کی نظر سے دیکھتے رہے لیکن دین اسلام کو جسقدر شیوع ہوا
اونکی وہ بے پروائی غیظ وغضب سے بدلتی رہی یہانتک کہ جب ایک بڑی جماعت دائرۂ اسلام
میں داخل ہوگئی۔ تو قریش بزور قوت اسلام کے مٹانے میں سرگرم عمل ہوئے حضرت ابوطالب
کی حیات تک تو اہل اسلام کو کوئی علانیہ گزند نہ پہونچا سکے مگر اونکے انتقال کے بعد کفار مکہ نے
مسلمانوں پر تیغ ستم کے ہر طرف سے وار شروع کردیے جس مسلمان پر بھی قابو پایا اچھی طرح ستایا
اگر اہل اسلام کے دلوں میں اسلام کی دلکشی اور جاذب روح اداؤں نے گھر نکر لیا ہوتا تو ایک
فرد بھی اسلام پر ثابت قدم نہ رہتا یہ حالت پانچ چھ سال تک رہی اور یہ زمانہ اہل اسلام کی زندگی
کا سخت ترین زمانہ تھا۔ اسی زمانہ میں مدینہ طیبہ کا ایک معزز گروہ حلقہ بگوش اسلام ہوچکا تھا۔ اس لیے
رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ حکم صادر فرمایا کہ جو لوگ کفار مکہ کے جور و تعدی سے امون
نہیں رہ سکتے وہ مدینہ طیبہ کو ہجرت کر جائیں چنانچہ سب سے پہلے حضرت ابو سلمہ حضرت عبد اللہ ابن
اشہل پھر حضرت بلال اور حضرت عمار یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے ہجرت کی اسکے بعد حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۰ آدمیوں کی معیت میں مدینہ منورہ کا ارادہ فرمایا۔

مدینہ منورہ کی وسعت کم تھی لہذا اکثر مہاجرین قبا میں اقامت گزیں ہوئے جو مدینہ طیبہ سے دو تین
میل کے فاصلہ پر ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی قبا ہی میں حضرت رفاعہ بن عبد المنذر کے
مکان پر قیام فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد اکثر صحابہ نے ہجرت کی یہانتک کہ سنہ ۱۳ نبوی
میں خود جناب رسالت مآب صلے اللہ تعالیٰ علیہ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ کی ارض پاک
کو شرف اقامت سے مشرف فرمایا حضور نے مدینہ پہونچکر سب سے پہلے مہاجرین کے رہنے سہنے کا انتظام
فرمایا اور انصار کو بارگاہ رسالت میں طلب فرما کر اون میں اور انصار میں رشتۂ اخوت قائم فرمایا!
اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جو مہاجر جس انصاری کے بھائی بن جاتے وہ انصاری اونکو اپنی جائداد مال اسباب
غرضکہ تمام چیزوں سے نصف بانٹ دیتے اسطور پر تمام انصار و مہاجرین ایک دوسرے کے
بھائی بن گئے۔ حضور اکرم سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس رشتہ کے قائم کرنے میں رہبر اور حیثیت

کا خاص طور سے لحاظ فرمایا یعنی جو مہاجر جس درجہ کے تھے اوسی رتبہ کے انصاری کو اونکا بھائی بنایا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جس انصار کے درمیان حضور نے رشتۂ اخوت قائم کیا اونکا نام حضرت عتبان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر بھی اکثر اصحاب قبا ہی میں قیام گزیں رہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہیں قیام فرمایا مگر اونکا یہ معمول رہا کہ ایک دن چھوڑکر دوسرے دن حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے اور دن بھر خدمت اقدس میں حاضر رہتے۔

مدینہ پہونچکر اس بات کا وقت آیا کہ اسلام کے فرائض وارکان معین کیے جائیں اس لیے کہ مکہ مکرمہ میں جان کی حفاظت ہی بڑا فرض تھا یہی سبب تھا کہ اسوقت تک روزہ زکوٰۃ نماز جمعہ نماز عیدین صدقہ فطر کوئی چیز وجود میں نہیں آئی تھی نمازوں میں بھی یہ اختصار تھا کہ مغرب کے سوا اور نمازوں میں صرف دو دو رکعتیں تھیں۔ حتی کہ اسوقت تک نماز کے اعلان کا کوئی طریقہ ہی معین نہ ہوا تھا جناب نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے اولاً اسی کا انتظام کرنا چاہا۔ یہود و نصاریٰ کے یہاں نماز کے اعلان کے لیے بوق و ناقوس بجتے تھے اس لیے صحابۂ کرام کی بھی یہی رائے ہوئی غرضکہ یہ مسئلہ زیر بحث تھا اور کوئی رائے قرار نہیں پائی تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتفاق سے تشریف لے آئے اور انھوں نے اپنی صائب رائے کا یوں اظہار فرمایا کہ ایک آدمی اعلان کے لیے مقرر کیا جائے چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اوسیوقت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کا حکم دیا اذان اسلام کا بڑا شعار ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے اس سے زیادہ اور کیا فخر کی بات ہوسکتی ہے کہ یہ شعار اعظم اون ہی کی رائے سے قائم ہوا۔

(باقی دارد)

(ماخوذ)

خاکسار ابو المعانی مدیر

ان مقامات میں اوقات بریلی سے اس قدر منٹ کم کیے جائیں گے

(لاحق بسابق)

مقام	ضلع	منٹ
دھرماپور	پیلی بھیت	۳
دھوالپور	بریلی	۰
دھرہار	کھیری	۷
دیوریا	پیلی بھیت	۲
دیپور	شاہجہانپور	۱
رائے نوادا	بریلی	۱
رائے پورا	پیلی بھیت	۲
رام نگر	پیلی بھیت	۲
"	کھیری	۵
رامپور	کھیری	۶
روکھی	کھیری	۶
ریچھا	بریلی	۰
سلوکاپور	کھیری	۵
سیجوی	بہرائچ	۷
مرانیکی	کھیری	۵
سرنجی	کھیری	۶
سرامو	شاہجہانپور	۴
سری نگر	کھیری	۶

مقام	ضلع	منٹ
سلیم پور	بدایوں	۰
سنتال	بریلی	۱
سہندھی	پیلی بھیت	۲
سنگاہی	کھیری	۶
سناری پور	کھیری	۵
سوتھیا	کھیری	۶
سیتھورا	بریلی	۱
سین سرپور	کھیری	۴
شاہ گڑھ	پیلی بھیت	۲
شاہ گڑھ	بریلی	۰
شاہ پور	کھیری	۵
شاہ پور	بریلی	۱
شیر گنج	پیلی بھیت	۱
شیر پور	پیلی بھیت	۳
علی پور	پیلی بھیت	۲
فتح گنج	نینی تال	۰
فتح گنج	بریلی	۱
فرید پور	بریلی	۱
قادر گنج	بریلی	۰

حسرتناک سانحہ

مجھے یہ دو جگر خراش اور روح فرسا خبریں سنکر کہ جناب محمد فضل الٰہی صاحب رضا قادری رضوی پشاوری کے خلف ارشد عبد اللہ خانصاحب نے بعارضۂ سل ۳ ماہ صاحب فراش رہکر ۲۹ جمادی الاخری ۱۳۴۵ھ بروز چہارشنبہ اپنے والدین سے اپنے اعزہ و احباب سے مفارقت دائمی اختیار فرماکر اس دار فانی سے انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

دوسرے یہ کہ جناب فضل الٰہی صاحب کے دوسرے صاحبزادہ فضل محمود اپنے ماں باپ کے محبت آمود اور ارمان بھرے قلوب کو تیغ مفارقت سے گھائل کرکے اونکو مثل ماہی بے آب تڑپتا چھوڑ کر کسی جانب کو چلدیے اور دو سال سے قطعاً لاپتہ ہیں۔ یہ دونوں ایسی زہرہ گداز خبریں ہیں کہ جنکو سنکر میرا دل بہت زیادہ متاثر ہوا اس موقعہ پر نہ صرف مجھے بلکہ ہر اوس شخص کہ جس کے پہلو میں دل ہے اور دل میں درد جناب فضل الٰہی صاحب سے بہت زیادہ اظہار ہمدردی کا موقعہ ہے۔ بعض طرق سے یہ اطلاع ہوئی تھی کہ فضل محمود صاحب بمبئی و سورت وغیرہ میں موٹر کے کارخانہ میں ملازم رہے۔ میں یادگار رضا کے معتقد ناظرین کیخدمت میں اس امر کی پرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ مرحوم کیلیے جناب باری میں مغفرت کی دعا فرمائیں اور میں بھی دست بدعا ہوں کہ ای رحیم و کریم اور ای مالک و خالق (جل وعلا) تو مرحوم کی مغفرت فرما و انکو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور اونکے والدین کو اونکے اعزہ و احباب کو توفیق صبر جمیل عطا فرما۔ آمین۔ میں معزز ناظرین کو اس امر کی بھی توجہ دلاتا ہوں کہ اگر کسی صاحب کو فضل محمود صاحب کا پتہ چل جائے تو وہ حسب ذیل پتہ پر انکو رنجور فراق والد جناب فضل الٰہی صاحب رضا کو فوراً اطلاع دیکر عند اللہ ماجور ہوں۔

پتہ: جناب فضل الٰہی صاحب قادری رضوی پنشنر۔ بازار تقاشہید ڈویژن پشاور

خاکپا ابو المعانی مدیر

ضروری گزارش

رسالہ نمبر ۳ جلد ۱ صفحہ ۲ سطر ۹ واقعہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سہواً یہ لکھ گیا ہے کہ آپ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو سال چند ماہ پہلے پیدا ہوچکے تھے) اور اسکو رسالہ اشرفی جلد ۴ نمبر ۵ میں بھی نقل کیا ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں بلکہ آپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو برس چند ماہ چھوٹے تھے (کذا فی اللمعات) براہ مہربانی تصحیح فرمالیں

خاکسار ابو الفرح نائب مدیر

صرف بریلی کیلیے اوقات صلوٰۃ خمسہ بابت ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۵ھ

تاریخ چاند	صبح صادق		طلوع آفتاب		ضحوہ کبری		ایام	نصف النہار		عصر حنفی		غروب آفتاب		عشا حنفی		تاریخ انگریزی
	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ		گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	
یکم شعبان	۵	۳۹	۶	۵۹	۱۱	۴۶	جمعہ	۱۲	۳۶	۴	۱۸	۵	۵۴	۷	۱۴	۴ فروری
۲	〃	۳۸	〃	۵۸	〃	〃	شنبہ	〃	۱۹	〃	۱۹	۵	〃	〃	۱۵	۵
۳	〃	〃	〃	〃	〃	〃	یکشنبہ	〃	۲۰	〃	۲۰	〃	۵۵	〃	〃	۶
۴	〃	۳۷	〃	۵۷	〃	〃	دوشنبہ	〃	۲۱	〃	۲۱	〃	۵۶	〃	۱۶	۷
۵	〃	〃	〃	〃	〃	〃	سہ شنبہ	〃	〃	〃	〃	〃	۵۷	〃	۱۷	۸
۶	〃	۳۶	〃	۵۶	〃	〃	چہار شنبہ	〃	۲۲	〃	۲۲	〃	〃	〃	〃	۹
۷	〃	〃	〃	۵۵	〃	〃	پنجشنبہ	〃	۲۳	〃	۲۳	〃	۵۸	〃	۱۸	۱۰
۸	〃	۳۵	〃	۵۴	〃	〃	جمعہ	〃	〃	〃	〃	〃	۵۹	〃	۱۹	۱۱
۹	〃	۳۴	〃	〃	〃	۴۷	شنبہ	〃	۲۴	〃	۲۴	۶	۰	〃	〃	۱۲
۱۰	〃	〃	〃	۵۳	〃	〃	یکشنبہ	〃	۲۵	〃	۲۵	〃	۱	〃	۲۰	۱۳
۱۱	〃	۳۳	〃	۵۲	〃	〃	دوشنبہ	〃	۲۶	〃	۲۶	〃	〃	〃	〃	۱۴
۱۲	〃	〃	〃	۵۱	〃	〃	سہ شنبہ	〃	〃	〃	〃	〃	۲	〃	۲۱	۱۵
۱۳	〃	〃	〃	〃	〃	〃	چہار شنبہ	〃	۲۷	〃	۲۷	〃	۳	〃	۲۲	۱۶
۱۴	〃	۳۱	〃	۵۰	〃	〃	پنجشنبہ	〃	〃	〃	〃	〃	۴	〃	〃	۱۷
۱۵	〃	۲۸	〃	۴۷	〃	〃	جمعہ	〃	۲۸	〃	۲۸	〃	〃	〃	۲۳	۱۸
۱۶	〃	۲۶	〃	۴۶	〃	〃	شنبہ	〃	۲۹	〃	۲۹	〃	۵	〃	[illegible]	۱۹
۱۷	〃	۲۵	〃	۴۵	〃	۴۶	یکشنبہ	〃	〃	〃	〃	〃	۶	〃	〃	۲۰
۱۸	〃	۲۴	〃	۴۴	〃	〃	دوشنبہ	〃	۳۰	〃	۳۰	〃	〃	〃	۲۵	۲۱
۱۹	〃	۲۳	〃	〃	〃	〃	سہ شنبہ	〃	۳۱	〃	۳۱	〃	۷	〃	۲۶	۲۲
۲۰	〃	۲۲	〃	۴۳	〃	〃	چہار شنبہ	〃	〃	〃	۳۲	〃	۸	〃	〃	۲۳
۲۱	〃	۲۱	〃	۴۲	〃	〃	پنجشنبہ	〃	۳۲	〃	〃	〃	〃	〃	۲۷	۲۴
۲۲	〃	〃	〃	۴۱	〃	〃	جمعہ	〃	〃	〃	۳۳	〃	۹	〃	〃	۲۵
۲۳	〃	۲۰	〃	۴۰	〃	〃	شنبہ	〃	۳۳	〃	〃	〃	۱۰	〃	۲۸	۲۶
۲۴	〃	〃	〃	۳۹	〃	〃	یکشنبہ	〃	〃	〃	۳۴	〃	〃	〃	〃	۲۷
۲۵	〃	〃	〃	۳۸	〃	〃	دوشنبہ	〃	۳۴	〃	〃	〃	۱۱	〃	۲۹	۲۸
۲۶	〃	۱۹	〃	۳۷	〃	〃	سہ شنبہ	〃	۳۵	〃	۳۵	〃	〃	〃	۳۰	یکم مارچ
۲۷	〃	۱۸	〃	۳۶	〃	〃	چہار شنبہ	〃	〃	〃	۳۶	〃	۱۲	〃	〃	۲
۲۸	〃	۱۷	〃	۳۵	〃	۴۵	پنجشنبہ	〃	۳۶	〃	۳۷	〃	۱۳	〃	۳۱	۳
۲۹	〃	۱۶	〃	۳۴	〃	〃	جمعہ	〃	〃	〃	〃	〃	〃	〃	〃	۴
۳۰	〃	۱۵	〃	۳۳	〃	〃	شنبہ	〃	〃	〃	〃	〃	۱۴	〃	۳۲	۵